بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ﴿سورۃ الانبیاء﴾

بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے اور تمہاری خرابی ہے اُن باتوں سے جو بناتے ہو (کنزالایمان)

التنویر

لدفع ظلام

التحذیر

یعنی مسئلہ تحذیر

از قلم

ابوالفضل حضرت علامہ مولانا غلام علی قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ القرآن والحدیث جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

مسئلہ تکفیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔

اما بعد ۔ یہ مقالہ بہایت قبلہ محبی و مخلصی محترم جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری اور عزیز مکرم جناب اختر شاہجہانپوری اور دیگر احباب کی فرمائش پر تحریر کیا گیا ہے۔

اس مقالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز نے جن اکابر دیوبند کی تکفیر کی ہے ۔ وہ بالکل برحق ہے ۔ دیابنہ کی وہ عبارات صریح کفر اور گستاخی ہیں۔ ہرگز موؤل نہیں ہیں اور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فتاویٰ مندرجہ حسام الحرمین جذباتی نہیں بلکہ واقعاتی ہیں۔ اکابر علمائے عرب وعجم نے اعلیٰحضرت کے ان فتاوی کی تصدیق و توثیق فرمائی ہے۔ فقیر نے بر وقت اس مقالہ میں اولاً تو چند مسلمہ اصول نقل کیے ہیں۔ جو مسئلہ تکفیر کو صحیح طور پر سمجھنے میں ضروری مقدمہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بعد ازاں مسئلہ ختم نبوت میں امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ۔ بیان کیا ہے۔ پھر کتاب وسنت سے اس کا ثبوت قطعی۔ اسکے بعد تحذیر الناس کی عبارات کفریہ مع اُن کی شرح کے بیان کی گئی ہیں۔ اور آخر میں اِن تمام تاویلات فاسدہ کاسدہ کا تفصیلی طور پر پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ جو دیوبندی مناظرین اور محررین نے نانوتوی کی عبارات کو کفر سے بچانے کے لیے بے جا طور پر بیان کی ہیں۔ اور وہ تاویلات حقیقت میں تمام دیوبندی علماء کی محنت اور کاوش کا آخری نتیجہ ہیں۔ اسی لیے مولوی محمد منظور سنبھلی نے اِن تحریفات اور مردودات کا نام بھی معرکۃ القلم الملقب بہ فیصلہ کن مناظرہ رکھا ہے ۔ یہ مقالہ فی الحال مجموعہ " انوار الرضا " کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا تو انشاء اللہ اس میں باقی عبارات دیوبندیہ پر تفصیلی بحث شامل کی جائے گی اور الگ بھی اسکو شائع کیا جائیگا۔

احقر الافقر غلام علی القادری غفرلہ ولوالدیہ ولمشائخہ

اوکاڑہ ضلع ساہیوال

"مسئلہ تکفیر کے متعلق چند مسلّمہ اصول"

کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے

نہ علمائے اسلام جلد باز ہیں، نہ فروعی اور ظنیات اور اجتہادی امور میں کوئی تکفیر کرتا ہے۔ بلکہ جب تک آفتاب کی طرح کفر ظاہر نہ ہو جائے۔ یہ مقدس جماعت کبھی ایسی جرأت نہیں کرتی۔ حتی الوسیع کلام میں تاویل کر کے صحیح معنی بیان کرتے ہیں۔ مگر جب کسی کا دل ہی جہنم میں جا چکا ہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو جائے تو علمائے اسلام مجبور ہیں جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے۔ اس طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ (اشد العذاب ص ۲) علماء نے بہت احتیاط کی مگر جب کلام میں تاویل کی گنجائش نہ رہے۔ اور کفر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تو بجز تکفیر کے چارہ ہی کیا ہے؟

1۔ ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے؟ جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے؟ (اشد العذاب ص ۲ اور ۴)

۲۔ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔ (اشد العذاب ص ۹)

۳۔ احتیاط۔ جیسے کسی مسلمان کو اقرارِ توحید و رسالت وغیرہ عقائدِ اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہنا کفر ہے۔ کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتایا۔ اسی طرح کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ اس نے کفر کو اسلام بتایا۔ حالانکہ کفر کفر ہے اور اسلام اسلام ہے اس مسئلہ کو مسلمان خوب اچھی طرح سمجھ لیں اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں۔ حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ جو منکر ضروریاتِ دین ہو اسے کافر کہا جائے کیا منافقین توحید و رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے؟ پانچوں وقت قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھتے تھے؟ مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیانِ نبوت اہل قبلہ نہ تھے؟ انہیں بھی مسلمان کہو گے؟۔

(اشد العذاب ص ۹، احسن البیان محمد ادریس کاندھلوی، کفر و ایمان مفتی محمد شفیع)

۴۔ جو کافر اور مرتد کو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ (اشد العذاب ص ۔ اکفار الملحدین۔ کفر و ایمان۔ (احسن البیان)

۵- دیوبندی مناظر کا اعترافِ حقیقت :-

اعلحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ مولوی مُرتضیٰ حسن دربھنگی لکھتے ہیں "بعض علمائے دیوبند کو خانصاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے (جیسا کہ قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے) چوپائے وجانین کے علم کو آپکے علم کے برابر کہتے ہیں۔ (جیسا کہ حفظ الایمان میں تھانوی کی عبارت) شیطان کے علم کو آپکے (صلے اللہ علیہ وسلم) علم سے زائد کہتے ہیں لہٰذا وہ کافر ہیں۔ تمام عُلمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ خانصاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے۔ مُرتد ہے۔ ملعون ہے لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے مُرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ یہ عقائد بیشک کفریہ عقائد ہیں (اشد العذاب صہ ۱۲،۱۳)۔

اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خانصاحب پر اُن عُلمائے دیوبندی کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مُرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں، چاہیئے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔

کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وُہ خود کافر ہے۔ (اشد العذاب صہ ۱۳، صہ ۱۴)۔

۶- کلماتِ کفر بکنے والا جب تک اپنے ان کفریات سے توبہ نہ کرے اسکا دعویٰ اسلام بیکار ہے۔ دربھنگی اسی اشد العذاب میں لکھتا ہے۔

"مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات پیش کر دیتے ہیں۔ جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے۔ عیسٰی علیہ السلام کی تعظیم اور عظمتِ شان کا اقرار ہے۔ اسکا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے۔ ایک مدت تک مُسلمان تھے اور چونکہ دجّال تھے اسوجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے۔ تو پہلی عبارات مفید نہیں۔ جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھائیں۔ کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے کیے ہیں وہ غلط ہیں۔ صحیح معنے یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبی حقیقی نہ ہوگا یا عیسٰی علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دیکر کافر ہوا تھا اس سے توبہ کر کے مُسلمان ہوتا ہوں۔ ورنہ ویسے تو مرزا صاحب اور تمام مرزائی الفاظ اسلام ہی کے بولتے ہیں

اس وجہ سے مسلمان دھوکا میں آجاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے قائل ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کرتے ہیں۔ قرآن کو بھی مانتے ہیں، لیکن معنی وہ نہیں جو قرآن و حدیث نے بتلائے ہیں۔ معنی ان کے وہ ہیں جو مرزا صاحب نے تصنیف کر کے کفر کی بنیاد ڈالی ہے۔ لہٰذا جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں، جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں (اشد العذاب ص۱۵) اب دیوبندی مناظر کی اس تحریر کو پیش نظر رکھ کر مرزا اور مرزائیوں کی جگہ علمائے دیوبند اور دیوبندی رکھ لیں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ دیوبندیوں کا ختم نبوت اور قرآن پاک کو ماننے کا دعویٰ اس وقت تک بیکار ہے جب تک کہ یہ اپنی عبارات کفریہ سے توبہ نہ کریں۔

۷۔ کیا بغیر قصد و ارادہ کے بھی حکم کفر عائد ہو گا؟

اگر کوئی شخص عمداً کلمات کفر بکے اور بعد میں یہ کہہ دے کہ میری نیت توہین کی نہیں تھی۔ تو اسکی نیت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس پر کفر عائد ہو گا۔ اگر اس قسم کا عذر قابل قبول ہو تو اسکا یہ نتیجہ ہو گا کہ کسی بڑے سے بڑے گستاخ کو بھی جب کہا جائیگا کہ تو نے کفر کیا ہے۔ گستاخی کی ہے شان رسالت میں صریح توہین کی ہے۔ تو وہ جواب میں کہہ سکے گا کہ میری نیت توہین کی نہیں تھی دیکھئے اگر کوئی شخص دوسرے کو گالی دے کہ اے ولد الحرام! اور وہ جوتا لے کر اس کے سر پر سوار ہو جائے تو کیا صریح گالی دینے والا یہ کہہ کر بچ سکتا ہے کہ میری نیت گالی کی نہیں تھی، دیکھو قرآن کریم میں "المسجد الحرام" موجود ہے۔ حرام، حرمت اور عزت سے ماخوذ ہے۔ لہٰذا علمائے اسلام نے اس مسئلہ میں یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ:-

اذا لمدار فی الحکم بالکفر علی الظواهر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ۔ (الاعلام بقواطع الاسلام علی هامش الزواجر جلد دوم ص۱۳۸۔ اکفار الملحدین ص۲۲)۔

(ترجمہ) اس لیے کہ کفر کے حکم کا دار و مدار ظواہر پر ہے۔ ارادوں نیتوں اور قرائن حال پر نہیں۔

ایسے ہی انور شاہ صاحب کشمیری نے اکفار الملحدین ص۸۶ پر لکھا ہے "وقد ذکر العلماء التهور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر"۔ اور علمائے اسلام نے فرمایا

ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت اور دلیری کفر ہے۔ اگرچہ کہنے والے نے توہین کا قصد نہ کیا ہو۔ دیوبندیوں کا مطاعِ الکل مولوی رشید احمد گنگوہی خود لطائف رشیدیہ ص۲۴ پر لکھتا ہے۔

"جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو۔ مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے"۔ (شہاب ثاقب ص۶۱)۔

ان عبارات مذکورہ کو پیشِ نظر رکھکر تھانوی کے اس منافقانہ عذرِ لنگ کا جائزہ لیں۔

"جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا تو میری مراد کیسے ہو سکتی ہے"؟ ہاں جناب آپ کی مراد ہو یا نہ ہو یہ مضمون خبیث ہے جو حفظ الایمان میں آپ نے لکھا ہے۔ گستاخی اور توہین کے لیے الفاظ کو دیکھا جاتا ہے قائل کی مراد نہیں دیکھی جاتی خود تھانوی لکھتا ہے۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے جو تھانوی نے کہی ہے) میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں (بسط البنان)

۸۔ تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی و توہین کفر ہے

شرح شفاء میں ہے۔ محمد بن سحنون نے فرمایا کہ "اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المستنقص لہ کافر ومن شك فی کفرہ وعذابہ کفر"۔ یعنی تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شاتم اور تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(شرح الشفاء مولانا علی القاری ص۳۹۲ ج۲۔ اکفار الملحدین۔ اشد العذاب ص۱۵)

۹۔ صریح کلام میں تاویل مقبول نہیں ہوتی۔

"قال حبیب بن الربیع ادعا التاویل فی لفظ صراح لا یقبل"۔ حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ صریح لفظ میں ادعائے تاویل مقبول نہیں ہے۔ (نسیم الریاض ص۳۸۷ ج۴، اکفار الملحدین ص۶۳، شرح شفاء للقاری ص۳۹۱ ج۲، احسن البیان ص۷)۔

۱۰- حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ماننا ضروریاتِ دین سے ہے۔

"قال فی الاشباہ فی کتاب الیتیم اذا لم یعرف ان محمدا علیہ السلام آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ فی الضروریات" جو شخص حضور علیہ السلام کو آخر الانبیاء نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہے اس لیے کہ حضور کو آخری نبی ماننا ضروریات دین سے ہے۔

۱۱- ضروریاتِ دین میں تاویل کفر کو دفع نہیں کرتی۔

"ان التاویل فی ضروریات الدین لا یدفع القتل بل لا یدفع الکفر"۔

(اکفار الملحدین ص ۶۵)

"والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر"۔ (حاشیہ علامہ سیالکوٹی علی الخیالی)

بلکہ تاویل فاسد مثل کفر کے ہے۔ وجعل فی الفتوحات ص ۱۵۷ ج ۲ "التاویل الفاسد کالکفر" (اکفار الملحدین ص ۵۹)۔

۱۲- متواترات میں تاویل بھی کفر ہے۔

جس طرح دین کے کسی حکم قطعی اور متواتر کا صریح انکار کفر ہے اسی طرح قطعیات اور متواترات میں تاویل کرنا بھی کفر ہے کیونکہ قطعی امور کی تاویل بھی انکار کے حکم میں ہے۔ مثلاً جس طرح نماز اور روزہ کا صریح انکار کفر ہے اسی طرح نماز اور روزہ میں ایسی تاویل کرنا جو امت محمدیہ کے اجماعی معنی اور اجماعی عقیدہ کے خلاف ہو وہ بھی کفر ہے اور اس قسم کے تاویلی کفر کو اصطلاح شریعت میں الحاد و زندقہ کہتے ہیں۔ (احسن البیان ص ۳۔ اکفار الملحدین ص ۲ بالمعنیٰ)۔

ختمِ نبوت کے بارے میں تمام امت کا اجماعی عقیدہ

اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا مسلمان پر جس طرح "لا الٰہ الا اللہ" پڑھنا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد اور لا شریک لہٗ جاننا فرض اول ومناطِ ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال

باطل جاننا فرض اہل دجز والقیان وایمان ہے۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ نص قطعی قرآن ہے اسکا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنے والا نہ شاک بلکہ ضعیف احتمال خفیف سے توہم سے خلاف عقیدہ رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہوکر اُسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک اور تردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکفر جلی الکفران ہے۔ (بزازیہ، درمختار، شفاء الاعلام بقواطع الاسلام و فتاویٰ حدیثیہ وغیرہ۔ از جزاء اللہ عدوہ ص۳، ص۴ از امام اہلسنت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"ختم نبوت کا عقیدہ اُن اجماعی عقائد میں سے ہے جو کہ اسلام کے اصول اور ضروریاتِ دین میں سے شمار کیے گئے ہیں اور عہدِ نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اُن پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم کی آیات اور، احادیثِ متواترہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے جسکا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے اور کوئی تاویل و تخصیص اس بارے میں قبول نہیں کی گئی"۔ (مسک الختام ص۳ از محمد ادریس کاندھلوی)

دیوبندی علامہ انور شاہ کشمیری اپنے رسالہ عقیدۃ الاسلام ص۲۱۵ پر لکھتے ہیں۔ "ثم ان الامۃ اجمعت علیٰ ان لا نبوۃ بعدہٗ صلی اللہ علیہ وسلم ولا رسالۃ اجماعاً قطعیاً و تواترت بہ الاحادیث نحو ما تئے حدیث فتاویلہ بحیث ینتفی بہ الختم الزمانی کفر بلا شبھۃ"۔

یہی علامہ صاحب اکفار الملحدین ص۴۳ پر لکھتے ہیں "وکذالک نکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی او ادعی نبوۃ احد بعدہ فانہ خاتم النبیین بنص القرآن و الحدیث فھٰذا تکذیب للّٰہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم کالیسویۃ (فرقۃ من الیھود)"

بلکہ اسی کتاب کے ص۴۲ پر لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد جو کسی نبی کا آنا جائز مانے وہ بھی کافر ہے۔ "او کذب رسولا او نبیا او نقصہ بای منقص کان صغر اسمہ مریداً تحقیرہ او جوز نبوۃ احد بعد وجود نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی قبل فلا یرد"۔ (تحفہ شرح منہاج)۔

اِسکے بعد لکھا ہے " فساد مذھبھم غنی عن البیان بشہادۃ العیان کیف وھو یؤدی الی تجویز نبی مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم او بعدہ و ذالک یستلزم تکذیب القرآن اذ قد نص علی انہ خاتم النبیین واٰخر المرسلین وفی السنۃ انا العاقب لا نبی بعدی واجمعت الامۃ علی ابقاء ھذا الکلام علی ظاھرہ واحدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالیٰ " (شرح الفرائد للعلامۃ العارف باللہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اب مفتی محمد شفیع دیوبندی کی بھی سنیئے "اگر خاتم النبیین اور لانبی بعدی میں تاویلاتِ باطلہ کرنے والے کو دائرۂ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے تو پھر بُت پرست اور مشرکین کو بلکہ ان کے معلم و امام، ابلیس کو بھی دائرۂ اسلام سے خارج و کافر نہیں کہہ سکتے۔ اور جو لوگ ایسی تاویلاتِ باطلہ کر کے اُمّت کے اجماعی عقائد اور قرآن و حدیث کی واضح تصریحات کی تکذیب کرنے والوں کو امتِ اسلامیہ سے علیحدہ کرنے کو اس لیے بُرا سمجھتے ہیں کہ اس سے اسلامی برادری کو نقصان پہنچتا ہے، ان کی تعداد کم ہوتی ہے یا ان میں تفرقہ پڑتا ہے تو انہیں غور کرنا چاہیے کہ اگر تفرقہ اور اختلاف سے بچنے کے یہی معنی ہیں کہ کوئی کچھ کیا کرے اور کہا کرے مگر اس کو دائرۂ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے تو پھر ان مٹھی بھر ملاحدہ و زنادقہ سے ملت کو کیا سہارا لگتا ہے؟ ایسی لوچ تاویلات کے ذریعے تو سارے جہان کے کافروں کو ملتِ اسلامیہ میں شامل کیا جا سکتا ہے اگر ایسی ہی رواداری کرنا ہے تو پیٹ بھر کے کی جائے تاکہ دنیا کی ساری قومیں اور سلطنتیں اپنی ہو جائیں اور یہ کفر و ایمان کی جنگ ہی ختم ہو جائے " (کفر و ایمان، قرآن کی روشنی میں صـ۳۸)۔

عہدِ نبوت سے لیکر اب تک تمام اُمّت کے عُلماء صلحاء مفسرین، محدثین، فقہا، متکلمین اور اولیائے عارفین سب کے سب ختمِ نبوّت کے یہی معنی (حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) سمجھتے چلے آئے ہیں اور بطریق تواتر یہ عقیدہ ہم تک پہنچا ہے۔

جس طرح صلوٰۃ و زکوٰۃ کے معنی میں کوئی تاویل قابلِ التفات نہیں اُسی طرح ختمِ نبوت کے معنی میں بھی کوئی تاویل قابلِ التفات نہ ہوگی بلکہ ایسے صریح اور متواتر اُمور میں تاویل کرنا استہزا اور تمسخر کے مترادف ہے۔ (احسن البیان صـ۷)۔

آگے لکھا ہے۔ "ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں کہ مرزا صاحب (اور نانوتوی صاحب) کی تاویلاتِ مہملہ کی طرف کوئی توجہ کریں۔ دیکھنا یہ ہے کہ جس نبی پر خاتم النبیّین کی آیت اُتری اُس نے اس آیت کے کیا معنی سمجھے اور اُمت کو کیا معنی سمجھائے اور عہدِ صحابہ سے لے کر اس وقت تک پوری امت اس آیت کا کیا معنی سمجھتی رہی؟ کیا تیرہ سو سال کے علمائے امت اور ائمہ لغت و عربیت کو اتنی بھی خبر نہ تھی جتنا کہ قادیان کے دہقان (اور نانوتہ کے بقول لہ کودک نادان) کو ٹوٹی پھوٹی عربی کی خبر تھی۔" (احسن البیان ص۲۲)۔

خاتم النبیّین کا معنی اہلِ لغت کے نزدیک

"الخاتِمُ والخاتَمُ فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالفتح اسم ای آخرہم و بالکسر اسم فاعل۔" (مجمع بحار الانوار جلد اول زیر لفظ ختم خاتم النبیّین)

"لانہ ختم النبوۃ ای تممہا بمجیئہ۔" یعنی حضور کو خاتم النبیّین اس لیے کہتے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی اپنی تشریف آوری سے اس کو مکمل کر دیا۔ (مفردات امام راغب اصفہانی علی ہامش النہایہ ابن اثیر جلد اول ص۲۱۳)

ختمِ نبوّت اور قرآنِ کریم

قال اللہ تعالیٰ ــــ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین ط وکان اللہ بکل شیء علیماہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

ختمِ نبوّت اور مفسرین عظام

۱۔ اس آیت میں لفظ خاتم النبیّین کی تین قرأت ہیں۔ ماسوا حسن اور عاصم کے باقی قرأت "خاتم" یعنی

اِنَّہٗ خَتَم النبیّن ہے۔ عبد اللہ بن مسعود کی قرأت میں "ولکن نبیاً ختم النبیین" ہے۔ پس یہ قرأت بھی دلیل ہے بمعنی انہ الذی ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم۔ حسن اور عاصم کی قرأت خاتَم النبیّن بمعنی انہ آخر النبیین ہے ختامہ مسک میں بھی ایک قرأت خَاتَمُہٗ مِسکٌ بمعنی اٰخرہ مِسک ہے۔ (ابن جریر جلد ۲۲ ص ۱۹)

۲۔ روح المعانی میں یہ قرأتیں بیان کرنے کے بعد مزید فرمایا "وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا کتاب وسنت سے صراحۃً ثابت ہے اور اس پر اجماع اُمت ہے۔ اور اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اگر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔ (روح المعانی جلد ۲۲ ص ۳۴)۔

۳۔ ابن کثیر میں ہے "فھٰذہٖ الاٰیۃ نص فی انہ لا نبی بعدہٗ واذا کان لا نبی بعدہٗ فلا رسول بالطریق الاولیٰ والاحریٰ ۔۔۔ وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث جماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم" پس یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور جب آپ کے بعد نبی نہیں ہو سکتا تو بطریق اولیٰ اور انسب رسول بھی نہیں ہو سکتا (کیونکہ جمہور کے نزدیک نبی، رسول سے عام ہے۔ جب عام کی نفی ہو گی تو خاص کی نفی بھی ہو جائے گی۔) اس مضمون کی احادیث متواترہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہیں۔

پھر آخر میں فرمایا "فمن رحمۃ اللہ بالعباد ارسال محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم من تشریفہ لھم ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر اللہ فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لا نبی بعدہٗ لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہٗ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل"۔

ترجمہ:۔ پس حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ

ہے پھر مزید شرف یہ کہ نبیوں اور رسولوں کو حضور کی تشریف آوری سے ختم کر دیا اور حضور علیہ السلام کے دین حنیف کو کامل فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اللہ کے رسول نے سنت متواترہ میں خبر دی ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ جو شخص حضور کے بعد منصب نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب افاک دجال ضال اور مضل ہے۔

پھر علامہ ابن کثیر نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی لعنۃ اللہ علیہما کا ذکر کرنے کے بعد لکھا وکذالک کل مدع لذالک الیٰ یوم القیامۃ حتیٰ یختموا بالمسیح الدجال۔" اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کی طرح قیامت تک جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کریگا وہ کذاب و دجال ہوگا۔ یہانتک کہ یہ دجاجلہ، مسیح کے دجال پر ختم ہونگے۔ (ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۹۳)

جو شخص مزید تفصیل کا خواہاں ہو اس کی سہولت کے لیے باقی معروف تفاسیر کے حوالے درج کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو متعلقہ عبارتیں بھی نقل کر دی جاتیں حوالے ملاحظہ ہوں تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۷۸۶ ۔ ابو السعود جلد ۲ ص ۷۸۸ ۔ روح البیان جلد ۲ ص ۱۸۸ ۔ (بیضاوی، خازن مدارک، ابن عباس ج ۵ ص ۱۲۳) صاوی ج ۳ ص ۲۶۳ تفسیرات احمدیہ ص ۴۰۶ ۔ مراح لبید و واحدی جلد دوم ص ۱۸۵ ۔ جمل علی الجلالین و مظہری و جلالین تحت ھذہ الآیۃ۔ جملہ چودہ مذکورہ تفاسیر اسوقت پیش نظر تھیں سب میں خاتمیت کا مطلب بلحاظ زمانہ آخری نبی بتایا ہے۔

خاتم النبیین کی تفسیر و تشریح احادیث صحیحہ مرفوعہ کی روشنی میں

یہ امر ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کی جو تفسیر خود صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے صحابہ کرام نے بیان فرمائی ہو اُس کے خلاف کسی قادیانی یا نانوتوی کا قول کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں۔

(۱) مسلم شریف پھر مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔" فضلت علی الانبیاء بسبت اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً و طہوراً و ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون۔" (ترجمہ) مجھے نبیوں پر چھ فضیلتیں دی گئیں۔ مجھے

کلماتِ جامعہ عطا فرمائے گئے، رعب سے میری مدد کی گئی، میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں، میرے لیے زمین مسجد اور پاک کرنے والی قرار دی گئی، مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا اور میرے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے۔ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ختم ماضی کا صیغہ استعمال کر کے منکرین ختم نبوت کی جملہ تاویلات باطلہ کو ختم کر دیا)۔ (مسلم جلد اول ص ۱۹۹، مشکوٰۃ کتاب الفتن ص ۵۱۲)۔

(۲) میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک محل کے مانند ہے جس کی عمارت بہت خوبصورت ہو اُس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ پس دیکھنے والے اُس کا چکر لگائیں اور اس عمارت کے حسن سے تعجب کریں مگر اُس اینٹ کی جگہ ۔۔۔ سو میں نے اُس اینٹ کی جگہ بند کر دی میرے ساتھ (نبوت) کی عمارت کو ختم کر دیا گیا اور میرے ساتھ رسولوں کو ختم کر دیا گیا۔" وفی روایۃ انا اللبنۃ و انا خاتم النبیین" اور ایک روایت میں ہے میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں ہی آخر الانبیاء ہوں۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۱، بخاری ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۱)۔

(۳) بخاری و مسلم میں حدیث شفاعت کو بیان کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے کہیں گے کہ آج محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جاؤ۔ پس لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ "انت رسول اللہ وخاتم النبیین" آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ (رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۱۱ نور محمدی عن ابی ہریرہ)۔

(۴) بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی۔" بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام ان کی نگہداری کرتے تھے۔ جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرے نبی اُس کے جانشین ہو جاتے لیکن میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم۔ واللفظ مسلم۔ کتاب الامارہ ص ۱۲۶)۔

(۵) دارمی بحوالہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "انا قائد المرسلین ولا فخر و انا خاتم النبیین ولا فخر و انا اول شافع ومشفع ولا فخر" میں رسولوں کا قائد ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہہ رہا۔ اور میں آخری نبی ہوں مگر یہ فخریہ نہیں کہہ رہا اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور وہ جس کی سب سے پہلے شفاعت

قبول کی جائے گی وہی ہوں لیکن یہ فخریہ نہیں کہہ رہا ہوں۔ (دارمی۔ مشکوٰۃ ص۵۱۴)۔

(۶) عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے راوی۔ فرمایا "انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ"۔ میں بیشک اللہ کے ہاں آخری نبی لکھا ہوا تھا دراں حالیکہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۴۹۴۔ مشکوٰۃ ص۵۱۳)

(۷) ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم" میں سب نبیوں سے آخری اور تم سب امتوں سے آخری امت ہو۔ (ابن ماجہ ص۳۰۷)۔

(۸) سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی"۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ تجھے میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر تحقیق شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (مسلم ج ۲ ص۲۷۸۔ بخاری جلد ۲ ص۶۳۳۔ واللفظ مسلم)

(۹) عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب" اگر (بالفرض محال) میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ باب مناقب عمر ص۵۵۸)

(۱۰) انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ "ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی" بیشک رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابن کثیر ج ۳ ص۴۹۳)

(۱۱) "انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی"۔ (ابو داؤد ج ۲ ص۲۰۶، ترمذی ج ۲ ص۳۲۳ عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

بیشک میرے بعد میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ

نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(۱۲) یہی روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے جس کے آخر میں یہ بھی فرمایا ہے "وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی" میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر الاوسط والبزار ورجال البزار رجال الصحیح مجمع الزوائد ج، ص۳۳۲)

بارہ کا عدد متبرک سمجھ کر اتنی احادیث پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ ورنہ اس باب میں احادیث کثیرہ وارد ہیں جنہیں امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف "جزاء اللہ عدوہ" میں اور مفتی محمد شفیع دیوبندی نے "ختم النبوۃ فی الاحادیث" میں جمع کیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی تو آخر النبیین ہی کے ہیں۔ جس نبی پر یہ آیت اتری اُس نے اِس آیت کے یہی معنی سمجھے اور یہی سمجھائے اور جن صحابۂ کرام نے اُس نبی سے قرآن اور اُس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے اور اپنے بعد والوں کو بتائے۔ "فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر"۔ الغرض حق روز روشن کی طرح واضح ہے کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں"۔ (مسک الختام ص۲۵)

"جملہ لا نبی بعدی جملہ خاتم النبیین کی تفسیر ہے اور لائے نفی جنس کا ہے جو نکرہ پر داخل ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد یہ جنس ہی ختم ہے"۔ (مسک الختام ص۲۲)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ذاتی، عرضی، اصلی، ظلی، بروزی، تشریعی یا غیر تشریعی اس زمین میں یا کسی اور طبقے میں، حضور کے زمانۂ ظاہری میں یا حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا بلکہ کسی نبی کا آنا ممکن ہی نہیں ہے۔

"مسند امام احمد اور معجم طبرانی کی روایت کے ماتحت اس روایت میں بھی خاتم النبیین کے بعد لا نبی بعدی بطور تفسیر مذکور ہے۔ اور اسی وجہ سے اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا اس لیے کہ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ کے لیے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے اس لیے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغایر کو اور عطف بیان چاہتا ہے کمال اتحاد کو ——— اور کمال وحدت اور مغائرت جمع نہیں ہو سکتی"۔

(مسک الختام ص۲۳)

خلاصۂ کلام

الحاصل آیت کریمہ خاتم النبیین میں لغوی معنی اور احادیث، تفاسیر اور اجماع امت بلکہ خود دیوبندی علماء کی تصریحات کی رُو سے شرعی معنی متواتر اور قطعی اجماعی یہی ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ سب انبیائے کرام کے زمانوں کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں ——

اور یہ آخری نبی ہونا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فضل جلیل ہے۔ کیونکہ آخری نبی ہونے سے حضور کی شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت حاصل ہوا حضور علیہ السلام ناسخ الادیان ہوئے اور حضور کے دین متین کا ناسخ کوئی نہیں آئے گا حضور سب سے بلند و بالا رہے اور آپ سے بلند و بالا کوئی نہیں ہو گا۔ خاتم النبیین کے اس معنی پر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار قطعی کفر ہے۔ یہ انکار خواہ صراحتاً ہو یا تاویل فاسد سے جیسا کہ نانوتوی صاحب اور پھر اس کی اتباع میں مرزا غلام احمد قادیانی نے تاویلات باطلہ کی ہیں۔ اب قارئین کرام اس کے مقابل جناب نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کی پوری پوری عبارتیں مع سیاق و سباق بغور ملاحظ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیے یہ اختصار سوء ادب ہے) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں " ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین " فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہو گی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور

ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں، اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔
باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سدِ باب مدعیانِ نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابلِ لحاظ ہے، پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا، جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدارک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں، اگر سدِ باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقعے تھے بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدِ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے، اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے"۔ انتہی بلفظہ (تحذیر الناس ص ۳ مطبوعہ کتب خانہ ملیح قاسمی دیوبند) اس عبارت مذکورہ کو بغور پڑھئے اور دیکھئے کہ اس میں کتنے کفریات ہیں۔

(۱) خاتم النبیین کے معنی سب سے آخری نبی کو (جو تفاسیر، احادیث اور اجماع امت سے قطعی اور متواتر ثابت ہو چکے ہیں) عوام جاہلوں کا خیال بتانا۔ (۲) تمام امت کو عوام اور نافہم ٹھہرانا۔
(۳) بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ عوام اور نافہم کہنا کیونکہ خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدی حضور نے خود بیان فرمایا ہے۔ (۴) معنی تفسیر و حدیث اور اجماع کے مخالفین کو اہلِ فہم بتانا (۵) معنی متواتر و قطعی میں کچھ فضیلت نہ ماننا۔ (۶) اس معنیٔ متواتر کو مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا۔
(۷) یہ کہنا کہ اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔
(۸) اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانا جائے اور اس وصف کو مدح قرار دیا جائے تو معاذ اللہ خدا کی طرف زیادہ گوئی کا وہم ہونا۔ (زیادہ گوئی بیہودہ بکواس کو کہتے ہیں۔ اس میں خدا کی توہین بھی ظاہر ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ)۔ (۹) اور حضور کی جانب نقصانِ قدر اور کم رتبہ ہونے کا احتمال پیدا کرنا۔ (۱۰) یہ کہنا کہ تاخر زمانی قد و قامت و شکل و رنگ وغیرہ ان اوصاف سے ہے جن کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ (۱۱) ختم زمانی کو کمالات سے شمار نہ کرنا اور یہ کہنا کہ اہلِ کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں، اور ایسے لوگوں کے اس قسم (آخری نبی ہونا) کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ گویا نانوتوی صاحب کے نزدیک تمام امت جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الزمان نبی مانتی ہے

حضور کو ایسے ویسے لوگوں میں شمار کرتی ہے (خاک بدہن ناپاک) (۱۲) یہ کہنا کہ اگر حضور کو خاتم النبیین بمعنی آخری مانا جائے تو کلام اللہ میں بے ربطی اور بے ارتباطی لازم آتی ہے اور جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کوئی تناسب نہیں رہتا۔

(۱۳) یہ کہنا کہ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء پر حضور کی خاتمیت کی بنا نہیں ہے، بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے (۱۴) خاتم النبیین کی ایسی تفسیر بالرائے کرنا جو تیرہ سو سال سے کسی نے نہیں کی۔ اور اس منگھڑت معنی کو ثابت کرنے کے لیے تمام امت کے مسلمہ متفقہ اجماعی قطعی معنی کی تغلیط و تکذیب کرنا (۱۵) حضور علیہ السلام کے سوا تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو عرضی کہنا۔ چنانچہ موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کا مفہوم بیان کرتے ہوئے نانوتوی صاحب نے صہ۴ پر لکھا ہے۔

الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، چنانچہ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔ یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں۔ انتہی بلفظہ اور پھر عرضی کا معنی خود یہ بیان کرتا ہے " اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی صاحب کمال اور کبھی بے کمال رہتے ہیں ۔۔۔۔ سو اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں، اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپکا فیض ہے، پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت (بایں معنی) مختتم ہو جاتا ہے۔ وصف کا معنی صفت، نبوت کا پیغمبری، خاتمیت کا خاتم ہونا، موصوف بالذات وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت اپنی ذات سے بغیر کسی کے واسطے حاصل ہوئی ہو۔ موصوف بالعرض وہ ہستی ہے جسکو کوئی صفت اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے حاصل ہوئی ہو مختتم ہو جاتا ہے۔ ختم ہو جاتا ہے۔ اب دیکھیے نانوتوی صاحب کے نزدیک اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہ ہوا کہ آیۂ کریمہ میں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہوئی ہے۔ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت عرضی بمعنی بالعرض کبھی موجود کبھی معدوم کبھی تو نبی صاحب کمال اور کبھی بے کمال۔ (معاذ اللہ)

نانوتوی صاحب نے اپنے اس منگھڑت معنی کا نام ختم ذاتی رکھا ہے۔ اور خاتم النبیین کا وہ معنی جو اگلے پچھلے تمام مسلمانوں کا اجماعی اور قطعی عقیدہ ہے۔ اس کا نام ختم زمانی رکھا ہے۔ چنانچہ حسین احمد صاحب ٹانڈوی نے بھی نانوتوی صاحب کی اس تحقیق جدید سے مستفید ہو کر یہی کچھ لکھا ہے۔ مثلاً۔

"ختم نبوت کے دو معنی ہیں۔ اول ختم زمانی کہ جس کے معنی ہیں کہ خاتم کا زمانہ سب نبیوں کے آخیر میں ہو۔ اس کے زمانہ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ ہو۔ اس کو ختم زمانی کہتے ہیں۔ پس جو شخص سب کے بعد ہو۔ زمانہ میں اس کو خاتم اس اعتبار سے کہہ سکیں گے۔ چاہے وہ اپنے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو۔ یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔

دوم:۔ ختم رتبی اور ذاتی — اس سے عبارت ہے کہ مراتب نبوت کا اس پر خاتمہ ہوتا ہو۔ اس سلسلہ میں کوئی اس سے بڑھ کر نہ ہو۔ جتنے مرتبے اس سلسلے کے ہوں سب اس کے نیچے اور اس کے محکوم ہوں"۔ (الشہاب الثاقب صہ ۸۳)

ٹانڈوی کی اس قربانی کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر خاتم النبیین سے ختم زمانی مراد لی جائے تو اس سے حضور علیہ السلام کا سب نبیوں سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔

کیونکہ آخرالزمان چاہے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو۔ یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔ (مسخل)

اور خاتم ذاتی کا معنی چونکہ سب کا سردار اور رئیس اعظم ہے۔ اگلے پچھلے اور اس کے زمانے والے سب اس کے خوشہ چین ہوں گے۔ وہ ان میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔ لہٰذا بنظر اس کے علو مرتبہ اور اس کی ذات والاصفات کے نہ زمانہ اول ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر۔ بالفرض اس کے زمانے میں کوئی نبی پیدا ہو جائے یا اس کے بعد اس زمین یا اور کسی زمین میں تجویز کر لیا جائے تو اس کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔ کیونکہ اس کے زمانے میں یا اس کے بعد جو نبی پیدا ہوگا۔ وہ اس خاتم ذاتی کا ظل ہوگا عکس ہوگا۔ اس کی نبوت بالعرض ہوگی اس نے نبوت کا استفادہ اس خاتم ذاتی سے ہی کیا ہوگا یہ ہے مفہوم خاتمیت نانوتوی صاحب اور ان کے اتباع کے نزدیک اسی بنا پر نانوتوی صاحب نے صہ ۸ پر لکھا ہے۔ "چنانچہ اضافت الی النبیین باین اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں"۔ یعنی حضور خاتم النبیین مراتب

نبوت کے خاتم ہیں۔ زمانۂ نبوت کے خاتم نہیں"۔ لہٰذا ان کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی مفہوم کو ٹانڈوی صاحب نے الشہاب الثاقب ص۲۰ پر لکھا ہے۔ پھر اسی کو نانوتوی صاحب ص۸ پر یوں بیان کرتے ہیں۔ "شایانِ شانِ محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی"۔ اسی مضمون کو آگے یوں صراحتاً بیان کیا ہے۔ "غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاءِ گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض[1] آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ (تحذیر الناس ص۱۴) اس عبارت کا صریح مطلب یہ ہوا، کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لیے جائیں، کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاءِ سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، تو بقول نانوتوی صاحب اس میں یہ خرابی ہے کہ حضور اس صورت میں صرف انہیں انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہونگے جو حضور سے پہلے تشریف لا چکے ہیں۔ لیکن اگر خاتم کا وہ معنی تجویز کیا جائے جو نانوتوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضور بغیر کسی واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ خوبی اور کمال ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی حضور ویسے ہی خاتم النبیین رہیں گے کیونکہ حضور کے زمانے میں جو اور نبی ہونگے وہ بالذات نہیں بالعرض نبی ہونگے یعنی اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور سے ہی فیض حاصل کر کے نبی بنیں گے۔ تو اس طرح خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔

پھر یہی نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں۔

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے

۱؎ ۔ محمد ادریس صاحب کاندھلوی نے حاشیہ میں لکھا ہے — "یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ خاتم کے لیے بنظر اس کے علو مرتبہ اور اُس کی ذات والاصفات کے نہ زمانہ اوّل ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر"۔ (کما صرح بہ المنقی عن المدینۃ فی الشہاب الثاقب أخذ من تحذیر الناس)۔

۲؎ ۔ اتصاف ذاتی بوصف نبوت کے معنی اپنی ذات سے خود بخود نبی ہونا۔

تو پھر سوا رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کسی کو افراد مقصود بالخلق[1] میں سے مماثل نبوی[2] (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی[3] ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ[4] پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس طبع اول ص۲۸، طبع ثانی ص۲۵)۔

اب اس عبارت سراپا شرارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی لیے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار زمانے کے سب سے پچھلے نبی ہیں (جیسا کہ تمام امت کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے) تو اس میں یہ خرابی ہے۔ کہ حضور کا صرف انہی انبیاء علیہم السلام میں بے مثل ہونا ثابت ہوگا جو دنیا میں پیدا ہو چکے ہیں۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی مراد لیے جائیں جو خود دیں (نانوتوی صاحب) نے بیان کیے کہ حضور بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ خوبی ہے کہ جو نبی پیدا نہیں ہوئے اور حضور کے بعد ان کا پیدا ہونا مقدر ہے ان سے بھی حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائیگا۔ اور خاتمیت محمدی میں بھی کوئی فرق نہیں آئیگا۔ کیونکہ حضور کے زمانے کے بعد جو نبی پیدا ہوں گے وہ سب کے سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور کے واسطہ اور حضور ہی کے فیض سے نبی ہونگے۔ پھر اسی مفہوم کو تحذیر الناس میں آگے یوں بیان کیا ہے۔ "اور انبیاء میں جو کچھ ہے۔ وہ ظل اور عکس محمدی ہے۔ کوئی کمال ذاتی نہیں۔ (تحذیر الناس ص۲۹)۔

آگے لکھا ہے "اس صورت میں اگر اصل وظل میں تساوی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت

---

[1] افراد مقصود بالخلق وہ لوگ جن کا پیدا کرنا اللہ تعالے کو مقصود ہے۔

[2] مماثل نبوی کا معنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل۔ [3] انبیاء کے افراد خارجی سے مراد وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو دنیا میں تشریف لا چکے۔ [4] انبیاء کے افراد مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے لیکن ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا مقدر ہے۔

بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر رہے گی۔" (تحذیر الناس صفحہ ۳۰)۔

ان دونوں عبارتوں کا صریح مطلب بھی یہی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد نبی پیدا ہوں تو حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئیگا کیونکہ وہ نبی حضور ہی کا ظل اور عکس ہوں گے۔ بلکہ اگر اصل اور ظل میں تساوی بھی ہو یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خاتم النبیین اور وہ بھی خاتم النبیین ہوں تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ بوجہ اصلی اور ذاتی نبی ہوتے کے افضلیت پھر حضور کے لیے ہی ہوگی۔ چنانچہ آگے اور صاف لکھ دیا اب خلاصہ دلائل بھی سنیئے کہ درباره وصف نبوت فقط اس زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مستفید و مستفیض نہیں۔" جیسے آفتاب سے قمر و کواکب بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں۔ یعنی ساتوں زمینوں میں سات خاتم النبیین ہیں۔ مگر چونکہ باقی زمینوں کے خاتم ہمارے حضور علیہ السلام ہی سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ جیسے چاند اور ستارے سورج سے اس لیے حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئیگا (تحذیر الناس صفحہ ۳۲)

مزید لکھا ہے "(جیسے) نور قمر نور آفتاب سے مستفید ہے ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ تحقیق کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی سے مستفاد ہیں" (تحذیر الناس صفحہ ۳۵) ناظرین کرام ذرا اس پر غور فرمائیں کہ انبیاء سابق تو وہ ہوئے جو حضور سے پہلے گذر چکے یہ انبیاء ماتحت کون سے ہوئے۔ وہی جن کا آنا حضور علیہ السلام کے زمانے میں اور حضور کے بعد پیدا ہونا جائز مانا ہوا ہے۔ ان صریح اور واضح ترین عبارات کو پیش نظر رکھ کر اب آپ ہی انصاف سے فیصلہ فرمالیں کہ اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے نانوتوی صاحب پر کیا زیادتی کی ہے؟ کونسا افترا کیا ہے؟ کیا نانوتوی صاحب نے ان عبارات میں، مولوی حسین احمد ٹانڈوی، مرتضیٰ حسن دربھنگی، عبدالشکور کاکوروی اور محمد منظور سنبھلی وغیرہ کے لیے تاویل کی کوئی گنجائش باقی چھوڑی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ نانوتوی صاحب نے ان عبارات خبیثہ میں حضور پرنور شافع یوم النشور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے کی صریح تکذیب کی ہے۔ حالانکہ حضور کا خاتم النبیین یعنی آخر الانبیاء ہونا وہ ضروری دینی عقیدہ ہے۔ جسکا انکار صریح کفر ہے کما مر اور خود اپنی ذاتی رائے سے ختم نبوت کے لیے

معنی گھڑے ہیں جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید نبیوں کے لیے بروزی، عرضی، ظلی، عکسی کی اختراعی اصطلاح کی آڑ میں نبوت کا دروازہ کھول دیا۔

لہ (۱) نانوتوی صاحب نے انبیاء کے افراد مقدرہ بتلائے تو مرزا صاحب نے انبیاء کے افراد مقدرہ میں سے خود کو گنوا دیا۔

(۲) نانوتوی صاحب نے دیگر انبیاء کی نبوت کو بالعرض کہا تو مرزائے قادیان بھی اپنی نبوت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیض، خود کو حضور کا غلام اور ظلی بروزی نبوت کا حامل لکھتا رہا۔

(۳) نانوتوی صاحب نے خاتمیت زمانی کو عوام اہل فہم کا خیال ٹھہرایا تو مرزا صاحب نے تصدیق کر دی۔

(۴) نانوتوی صاحب نے لکھا کہ خاتمیت زمانی کو کمالات نبوت میں کوئی دخل نہیں تو مرزا جی نے تائید کر دی۔

(۵) نانوتوی صاحب نے کہا کہ زیر بحث آیۃ (وخاتم النبیین) میں جدید مدعیان نبوت کے سدباب کا کوئی موقع و محل نہیں ہے تو مرزا جی نے بصد رنگ کہا چشم ما روشن دل ما شاد۔

(۶) نانوتوی صاحب نے خدا اور رسول کی بتائی ہوئی خاتمیت زمانی کو ٹھکرا کر خاتمیت مرتبی تراشی تو مرزا صاحب نے اُسے بسر و چشم کہہ کر قبول کیا۔

(۷) نانوتوی صاحب نے جس طرح مصرعہ کہا کہ حضور کے بعد ہزاروں نبی آسکتے ہیں تو مرزا صاحب نے پیوند لگا دیا کہ میں بھی ان آنے والوں میں سے ایک ہوں۔

(۸) نانوتوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد انبیاء کا آنا تجویز کیا تو مرزا جی نے اُن کی تجویز کو عملی جامہ پہنا دیا۔

(۹) نانوتوی صاحب نے لکھا کہ حضور کے زمانہ میں کوئی نبی ہو یا بالفرض بعد زمانہ نبوی تجویز کیا جائے تو اس سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ مرزا صاحب پکارے کہ جب بعد زمانہ نبوی اور نبی آنے سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا، تو لیجئے ہم خود ہی آگئے۔

(۱۰) نانوتوی صاحب نے بتایا کہ خاتمیت کا مطلب بتانے میں بڑوں سے غلطی ہو گئی اسی لیے خاتمیت زمانی کی رٹ لگاتے رہے دراصل انہوں نے بے التفاتی برتی اصل مفہوم تک اُن کا (خدا اور رسول تک کا)

بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی نانوتوی صاحب کی طرح حضور کو سید الکل اور افضل الانبیاء ماننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے آپ کو ظلی اور عکسی نبی ظاہر کرتا ہے۔ آگے چل کر ہم اس کی بعض عبارات پیش کریں گے۔

اس موقع پر یہ ضروری بات بھی مجھے عرض کرنی ہے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کی جو منگھڑت تفسیر بلکہ تحریف کی ہے، وہ تفسیر بالرائے ہے۔ اور خود نانوتوی کو بھی تسلیم ہے کہ اس سے پہلے کسی نے یہ معنی بیان نہیں کیے، وہ خود لکھتے ہیں۔

"یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانیئے تو اُن کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئیگی یہ انہی لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے، جو بڑوں کی بات فقط از راہِ بے ادبی نہیں مانا کرتے ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے المرء یقیس علی نفسہ اپنا یہ وتیرہ نہیں۔ نقصان شان اور چیز ہے۔ اور خطاء نسیان اور چیز۔ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا فرق آگیا اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا"

سہ گاہ باشد کہ کودک نادان   از غلط بر ہدف زند تیرے

(تحذیر الناس ص ۲۶)

اِس عبارت سے ظاہر ہے کہ نانوتوی کو یہ تسلیم ہے کہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی عالم کسی مفسر، کسی متکلم، کسی محدث، کسی امام کسی تابعی کسی صحابی نے حتیٰ کہ خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ خاتم النبیین کے وہ معنی ہرگز ہرگز نہیں بتائے جو بقولہ کودک نادان نانوتوی صاحب نے گھڑے۔ یہ سب وقتے غلطی کی وہ بھول گئے مگر اس خطا و نسیان سے اُن کی شان میں کوئی کمی نہیں آئی اور میرا مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا۔ کم التفاتی کی وجہ سے بڑوں (ائمہ دین، تابعین، صحابہ کرام، بلکہ حضور علیہ السلام

پچھلے صفحے کا حاشیہ۔

ذہن نہیں پہنچ سکا۔ اور میرے جیسے کودک نادان نے غور و فکر کر کے اصلی مفہوم بنایا اور ٹھکانے کی بات کہی ہے (یعنی خاتمیت زمانی) تو مرزا صاحب مارے خوشی کے اُچھل کر بولے:۔ ع

آپ کا فرمان ہمارا دین و ایمان ہوگیا۔   (اختر شاہجہان پوری)

کا فہم اس مضمون تک نہیں پہنچا۔ نانوتوی صاحب نے خود یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ تفسیر بالرائے کرنے والا کافر ہے، چنانچہ لکھا ہے "اب یہ گذارش ہے کہ ہر چند آیت اللہ الذی خلق سبع السموات کی یہ تفسیر (کہ ہر زمین میں ایک خاتم النبیین ہے) کسی اور نے نہ لکھی ہو پر جیسے مفسران متاخر نے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہے میں نے بھی ایک نئی بات کہدی تو کیا ہوا معنی مطابقی آیت اگر اس احتمال پر منطبق نہ ہوں تو البتہ گنجائش تکفیر ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ موافق حدیث مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ فَقَدْ كَفَرَ۔
ترجمہ: جو شخص قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرے پس تحقیق وہ کافر ہو گیا۔ (تحذیر الناس ص ۳۶)

پھر آگے لکھا ہے "جب کوئی دلیل ہے نہ قرینہ تو پھر ترجیح احد الاحتمالات محض اپنی عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہے۔ اور اس کو تفسیر بالرائے اعنی تفسیر بالھوی اور تفسیر من عند نفسہ کہہ سکتے ہیں (تحذیر الناس ص ۳۷)
اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ بغیر دلیل (کتاب و سنت اور لغت عرب) اور بغیر کسی قرینہ (سابقہ یا لاحقہ) متفاہیم لغت عرب اور محاورات عرب اور عرف قرآن مجید کے خلاف محض عرف فلسفہ و منطق کی بنا پر اپنی ذاتی رائے سے بیان کیا جائے وہ محض عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہے۔" نیز یہ امر بھی نانوتوی صاحب کی عبارت سے واضح ہوا کہ تفسیر بالرائے تفسیر بالھوی اور تفسیر من عند نفسہ ایک ہی چیز ہے۔ اب دیوبندیوں کے مشہور علامہ انور شاہ کشمیری کی سنیئے اور جناب نانوتوی صاحب کے متعلق خود ہی فیصلہ کیجئے کہ وہ کیا ہیں؟

نانوتوی انور شاہ کشمیری کی زد میں:

"وارادۂ ما بالذات و ما بالعرض عرف فلسفہ است نہ عرف قرآن مجید و محاورۂ عرب و نہ نظم قرآن بسوئے او ایماء و دلالت برآن۔ پس اضافۂ استفادہ نبوت زیادت است بر قرآن بمحض اتباع ھوی (رسالہ خاتم النبیین ص ۳۸) یعنی ما بالذات اور ما بالعرض کا ارادہ (جیسا نانوتوی صاحب نے بیان کیا ہے، عبارت پہلے گذر چکی ہے) عرف فلسفہ ہے۔ عرف قرآن مجید اور محاورہ عرب نہیں ہے اور نظم قرآن کو اس معنی کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے۔ اور نہ نظم قرآن اس پر دلالت کرتی ہے۔ پس اضافہ و استفادہ نبوت محض اتباع ھوی کی وجہ سے قرآن پر زیادتی ہے۔" استفادہ نبوت کا قول بھی نانوتوی صاحب کا بیان کردہ معنی ہے۔ عبارات بلفظہٖ پہلے منقول ہو چکی ہے۔ اضافہ استفادہ نبوت اتباع ہوئی ہے۔ اور اتباع ہوئی تفسیر بالرائے ہے۔ اور تفسیر بالرائے کرنے والا کافر ہے چونکہ یہ سب مقدمات نانوتوی اور انور شاہ دیوبندی کے مسلّم ہیں۔ اس لیے نتیجہ قطعی ہے۔

ف حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں

اور لیجئے یہی انور شاہ کشمیری اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں "واما الختم بمعنی انتھاء ما بالعرض الی ما بالذات فلا یجوز ان یکون ظھر ھذہ الآیۃ لان ھذا المعنی لا یعرفہ الا اھل المعقول والفلسفۃ والتنزیل نازل علی متفاھم لغۃ العرب لا علی لذھنیات المخترعۃ" (عقیدۃ الاسلام ص ۲۵۶)

یعنی نبوت کی یہ تقسیم کہ حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور باقی انبیاء بالعرض حضور کی نبوت اصلی ہے اور باقی انبیاء کی عکسی اور ظلی یہ خالص مرزائی نظریہ کی تائید ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے تمام نعمتوں اور کمالات کے ملنے کا یہ معنی نہیں ہے۔ کہ جس کو حضور علیہ السلام سے کوئی کمال ملا ہو، اس کو معاذ اللہ نبی کہا جائے۔ کمالاتِ نبوت اور کمالاتِ رسالت کا حصول اولیاء اللہ کے لیے ثابت ہے۔ اور یہ سب حضور ہی کے اتباع کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن ان کمالات کے حاصل کرنے والوں کو نبی نہیں کہا جاتا ہے۔ قادیانیوں اور اُن کے ہمنواؤں کا یہ استدلال سراسر باطل ہے کہ جو شخص فنا فی الرسول ہو، اور حضور کی کمال اطاعت واتباع سے یہ مقام حاصل ہو، اُس کو نبی کہہ سکتے ہیں[1]

بہ پچھلے صفحے کا حاشیہ
ترجمانِ وہابیت مولوی منظور سنبھلی لکھتا ہے "تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے متعلق تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت خاتم الانبیاء کی نبوت سے مستفاد ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جاکر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے"۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۴۵) اب دیوبندی ہی بتائیں کہ بقول مولوی انور شاہ کشمیری استفادہ نبوت کا قول اتباع ہوٰی ہوا یا نہیں؟ اور بقول نانوتوی تفسیر بالرائے اور تفسیر بالھوٰی ایک ہی چیز ہے یا نہیں؟ پس نتیجہ ظاہر ہے کہ نانوتوی کی تفسیر خاتم النبیین محض اتباع ھوٰی ہے۔ تفسیر بالرائے ہے۔ اور تفسیر بالرائے خود نانوتوی صاحب کے نزدیک بھی کفر ہے۔ علّامہ انور شاہ نے اگرچہ صراحۃً نانوتوی صاحب کا نام نہیں لیا مگر خاتم النبیین اور عقیدۃ الاسلام کی ان عبارتوں سے صریح طور پر تحذیر الناس کی عبارات کفریہ کا رد کیا ہے۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الْعَارِفِ الْفَطِنِ۔

[1] ۔ مرزائی حضرات اور اُن کے ہمنواؤں کے اس کلیہ کی رو سے تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نہ صرف نبی بلکہ خدا ماننا ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُن حضرات سے بڑھ کر فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

سکتے ہیں، اور اس سے حضور کی ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آتا، کیونکہ تمام کمالات کا اصل حضور ہی ہیں۔ اور فنا فی الرسول کے کمالات ظلی اور عکسی طور پر ہیں اگر اس استدلال کی رو سے فنا فی الرسول کو نبی اور رسول کہہ سکتے ہیں تو کیا جس شخص کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوا اُسے اللہ کہا جائیگا۔ (العیاذ، باللہ تعالےٰ)۔

مولوی حسین احمد صاحب اور عبارات تحذیر الناس

مشہور کانگرسی مولوی منفی عن المدینہ یعنی صدر دیوبند۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس والی عبارات کے متعلق اپنے مشہور گالی نامہ "الشہاب الثاقب" کے نو صفحات تو سیاہ کیے ہیں، جس میں اِدھر نانوتوی کی دل کھول کر تعریف کا خطبہ دیا اور اُدھر امام اہلسنت اعلیٰحضرت قدس سرہ کو خوب گالیاں بھی دیں، پھر تحذیر الناس کے مختلف اوراق سے کچھ عبارات بھی پیش کر دیں، اور اپنی فرضی علمیت و قابلیت کی ڈینگیں بھی ماریں۔ لیکن اعلیٰ حضرت نے جن عبارات تحذیر الناس پر مواخذہ فرمایا اور علمائے عرب و عجم نے جن پر حکم کفر لگایا تھا، تو ان عبارات کو ان نو صفحات میں نقل کیا، نہ اُن کی ایسی توضیح کی جس سے وہ کفری معنی سے بچ جائیں، نہ اُن کی ایسی تاویل

۔ پچھلے صفحہ کا حاشیہ

کون ہے؟ نیز اُن بزرگوں کے کمالات عالیہ میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں، اس کے باوجود وہ حضرات قدسی صفات بھی نبی نہ ہوئے تو اور کوئی کس کھیت کی مولی ہے؟

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔

یا علی! اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی وَلٰکِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

اے علی! تیری میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کیساتھ تھی، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائیگا۔

جب حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ جیسا کامل الولایت شخص حضور علیہ السلام کے بعد نبی نہیں ہو سکتا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے ملہم کامل اَلَّذِیْ وَافَقَ رَأْیُہٗ بِالْوَحْیِ وَالْکِتَابِ کو فرما دیا گیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی بنایا جاتا تو عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی ہوتے۔

پیش کیں، جن سے اُن کا مفہوم تعلیمات اسلامیہ کے موافق ہو جاتا جب مصنف "شہاب ثاقب" کو نانوتوی صاحب کی حمایت ہی مقصود تھی تو چاہیئے تھا کہ تحذیر الناس کی اصل عبارات متنازع فیہا کو بلفظہٖ نقل کرتے اور اُن سے کفری الزام کو اٹھاتے اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں اُن عبارات کا صحیح اور بے غبار ہونا ثابت کرتے اور اپنے مخالفین کو بھی نانوتوی صاحب کا حجۃ اللہ علی العٰلمین اور مرکز دائرہ التحقیق والتدقیق وغیرہ ہونا باور کراتے۔ مگر ادھر تو مصنف میں یہ دلیری اور جرأت نہیں تھی اور اُدھر اُن عبارات تحذیر الناس میں ایسی گنجائش اور صلاحیت ہی نہیں کہ اُن کی کوئی صحیح تاویل ہو سکے۔ اس لیے صدر دیوبند نے یہی مصلحت سمجھی کہ ان عبارات کو نقل ہی نہ کیا جائے۔ ہاں عوام کو قابو میں رکھنے کے لیے تو صفحے محض سخن پروری اور لغویات سے بھر دیئے گویا اپنے اس عمل سے اعتراف کر لیا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مواخذات لاجواب ہیں۔ کاش! دیوبندی فرقہ کا یہ مایۂ ناز سپوت تحذیر الناس کی ہر سہ کفری عبارات کو بلفظہٖ نقل کرتا۔ تو ہر شخص اُس کی نقل کردہ عبارات کو اعلیٰ حضرت کی نقل کردہ عبارات سے ملا کر تصحیح نقل کرتا، مطابقت دیکھتا، پھر خود فیصلہ کر لیتا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اِن عبارات کو بعینہٖ و بلفظہٖ بالکل مطابق اصل اور موافق نقل شہاب ثاقب نقل فرمایا ہے یا نہیں؟ پھر قارئین پر مصنف "شہاب ثاقب" کا اس کو صریح کذب و افتراء کہنے کی حقیقت واضح ہو جاتی۔ اس صورت میں وہ ایک بھی نازیبا کلمہ اعلٰحضرت کی شان کے خلاف نہیں لکھ سکتے تھے۔ اور یُوں منہ بھر کر گالیاں نہیں دے سکتے تھے ممکن ہے کہ مصنف نے تحذیر الناس کی کفریہ عبارات کو اس لیے شہاب ثاقب میں نقل نہ کیا ہو۔ کہ اگر ان عبارات کو بلفظہٖ نقل کر دیا۔ اور وُہ عبارات اُردو زبان میں ہیں۔ اور تحذیر الناس اُردو خوانوں کے لیے ہی لکھی گئی ہے۔ لہٰذا ہر اُردو جاننے والا جب اِن عبارات کو دیکھے گا۔ تو اُن کے معنی کفری پر مطلع ہو جائیگا۔ اور اعلٰحضرت کے فتویٰ تکفیر کی تصدیق کے لیے اُس کا ایمان اُس کو مجبور کریگا۔ اور نانوتوی صاحب کا کفر آشکارا ہو جائیگا۔ ہم نے اس مقالہ میں ہر سہ کفری عبارات نانوتوی صاحب کو بلفظہٖ نقل کر کے اُن کی توضیح کر دی ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ اعلٰحضرت کا فتویٰ بالکل برحق ہے۔ اور حسین احمد صاحب اور دیگر علمائے دیوبند کا یہ کہنا کہ عبارات میں قطع و برید کر کے یا سیاق و سباق کو حذف کر کے اعلٰحضرت نے کفر ثابت کیا ہے۔ سراسر افتراء و بہتان ہے۔ مصنف "الشہاب الثاقب" مولوی حسین احمد صاحب جو اعلٰحضرت کو مفتری اور کذاب کہنے والے ہیں یہی جب تحذیر الناس کی کفریہ عبارات کا کوئی جواب نہ دے سکے تو اپنی عاجزی اور مجبوری پر پردہ ڈالنے کے لیے دُوسرا طریقہ اختیار کر کے کہتے ہیں: "حضرت

مولانا صاف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں، بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے

اقول کیا ٹانڈوی صاحب کا یہ صریح کذب اور جیتا جاگتا جھوٹ نہیں کہ مذکورہ بالا تحذیر الناس کی عبارت ہے مصنف شہاب ثاقب تو مر کر مٹی میں مل گئے ان کا کوئی پیرو بتائے کہ فلاں صفحہ پر یہ عبارت بلفظہ تحذیر الناس میں موجود ہے، اور اگر اس سے ہم قطع نظر بھی کرلیں اور یہ تسلیم بھی کرلیں کہ یہ عبارت تحذیر الناس میں بلفظہ تو نہیں معناً موجود ہے تو بھی یہ عبارت ہمارے خلاف نہیں، اور اس میں خود اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دے کر اپنی ہر سہ کفری عبارات ص ۳، ص ۱۴ اور ص ۲۸ کو کفریہ قرار دے دیا۔ دیوبندی حضرات بتائیں کہ کسی کافر کا محض اقرار کفر اس کو مسلمان ثابت کرسکتا ہے؟ اگر اس عبارت کو نانوتوی صاحب کی عبارت تسلیم کرلیا جائے تو آئیں بقول حسین احمد صاحب،

نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین یعنی آخر النبیین کا انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانے کے بعد نہ ماننے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا اور خود تحذیر الناس کے ص ۳ پر خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر انکار کیا اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے کو خیال عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا۔ اور اس طرح ص ۱۴، ص ۲۸ کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکنے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا تو یہ عبارت اپنے ہی کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی لہٰذا مصنف شہاب ثاقب نے اس عبارت کو پیش کر کے بیچارے نانوتوی صاحب کی حمایت نہیں کی۔ بلکہ ان کے کفر کو مزید مستحکم کردیا ہے۔ گویا (مصرعہ) ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟ اگر کوئی کافر و مرتد اپنے کفریات سے توبہ نہ کرے بلکہ عوام کو دھوکا دینے کے لیے یہ بھی کہتا رہے کہ میں ان کفریات کو کفر سمجھتا ہوں۔ تو کیا اس سے اس کا بری ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر نانوتوی صاحب اور اس کے مؤیدین فی الواقع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخر الانبیاء تسلیم کرتے ہیں۔ تو انہیں تحذیر الناس کی ص ۳، ص ۱۴، ص ۲۸ کی عبارات کفریہ سے کھلے طور پر توبہ کرنی چاہیے تھی۔ اس کے برعکس ان صریح کفریات کو تو ایمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنا دینی بھرم رکھنے کی غرض سے لوگوں کے سامنے یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم حضور کو آخری نبی مانتے ہیں۔ اور منکر کو کافر جانتے ہیں۔ جیسے کوئی بت پرست شب و روز بت پرستی میں گرفتار رہے اور یہ اعلان بھی کرتا رہے کہ میں بت پرستی کو کفر سمجھتا ہوں۔ مجھ پر خواہ مخواہ بت پرستی کی تہمت لگائی جاتی ہے۔

(زلزلہ [illegible] (شہاب ثاقب) ص ۸۹)

تحذیر الناس اور دیوبندی مناظر مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی

مولوی محمد منظور احمد صاحب سنبھلی "فیصلہ کن مناظرہ" میں لکھتے ہیں کہ "اس فتویٰ کے غلط اور محض تلبیس و فریب ہونے کے چند وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ: ۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس جگہ تحذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوسناک تحریف سے کام لیا ہے۔ جس کے بعد کسی طرح اس کو تحذیر الناس کی عبارت نہیں کہا جا سکتا۔ اصل حقیقت یہ ہے، کہ یہ عبارت تحذیر الناس کے تین مختلف صفحات کے متفرق فقروں سے جوڑ کر بنائی گئی۔۔۔ خانصاحب موصوف نے فقروں کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اس طرح کہ پہلے ص۱۴ کا فقرہ لکھا ہے اس کے بعد ص۲۸ کا پھر صفحہ ۳ کا خانصاحب کے اس ترتیب بدل دینے کا یہ اثر ہوا کہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں کو اگر علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی جگہ پر دیکھا جائے تو کسی کو انکار ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہاں انہوں نے جس طرح تحذیر الناس کی عبارت نقل کی ہے اس سے صاف ختم نبوت کا انکار مفہوم ہوتا ہے۔" الخ

جواب: ۔ دیوبندی مناظر کا اعلحضرت کی طرف تلبیس و فریب کی نسبت کرنا اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے ہے۔ اعلحضرت نے تینوں عبارتیں بلفظہٖ نقل کی ہیں۔ کسی عبارت میں اپنی طرف سے ایک لفظ کی بھی کمی بیشی نہیں کی۔ اور ان عبارات پر جو حکم کفر لگایا ہے، وہ بھی بالکل درست ہے۔ جس کا اعتراف مذکورہ بالا عبارات میں خود مولوی منظور صاحب کو بھی کرنا پڑا ہے مگر وکیل دیوبند کا کہنا کہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں کو علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی جگہ پر دیکھا جائے تو کسی کو انکار ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔ پہلے ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں، کہ تحذیر الناس کی یہ تینوں عبارتیں اپنی اپنی جگہ مستقل کفر ہیں۔ ان کی تقدیم و تاخیر سے نانوتوی صاحب کے کفر میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور یہ عبارت منقولہ جن کو مولوی منظور صاحب نامکمل فقرے کہہ کر مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک عبارت کلام تام ہے۔

دُوسری وجہ :- اور دُوسری دلیل سنبھلی صاحب نے یہ پیش کی ہے۔ کہ خانصاحب نے عبارت تحذیرالناس کے عربی ترجمہ میں ایک افسوسناک خیانت یہ کی ہے۔ کہ تحذیر ص۳ کی عبارت اسطرح تھی۔

"مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"۔

ظاہر یہ کہ اس میں صرف فضیلت بالذات کی نفی کی گئی ہے جو بطور مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے۔ مگر خانصاحب نے اس کا عربی ترجمہ اس طرح کر دیا "مع انه لا فضل فیه اصلاً عند اهل الفهم" جس کا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہلِ فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں"۔ اور اسمیں ہر قسم کی فضیلت کی نفی ہوگئی اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے (کما لا یخفیٰ)۔

جواب :- اس دیوبندی وکیل نے اعلیٰحضرت پر تو یہ الزام لگایا کہ انہوں نے عبارات میں قطع و برید کی ہے اور سیاق و سباق نقل نہیں کیا ہے۔ مگر اس دُوسری وجہ میں خود سنبھلی صاحب نے بدترین خیانت کا مظاہرہ کیا ہے اور تحذیرالناس کی صرف ایک سطر نقل کر کے بالذات کی آڑ میں یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ بطور مفہوم مخالف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نانوتوی صاحب فضیلت بالعرض کے قائل ہیں۔ جناب سنبھلی صاحب نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتم بمعنی آخری نبی ماننا جاہلوں کا خیال ہے اس سے خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے۔ اس وصف کو فضائل میں کچھ دخل نہیں چنانچہ نانوتوی کی اصل عبارت ص۳ ہم ناظرین با انصاف کی خدمت میں بلفظہٖ نقل کرتے ہیں:- "بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں، تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے۔ کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا

---

[1] صلعم وغیرہ لکھنا شرعاً ناجائز انبیائے کرام کی شان میں تخفیف اور سخت محرومی ہے۔

ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلعم کی جانب نقصانِ قدر کا احتمال کیونکہ اہلِ کمال کے کمالات کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔

(تحذیر الناس مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند۔ یوپی ص۳)۔

عبارت مذکورہ تحذیر الناس کو ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں مندرجہ ذیل کفریات ہیں۔ (۱) خاتم النبیین کا جو معنی تفاسیر، احادیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ اسے عوام جاہلوں کا خیال بتانا (۲) خاتم النبیین بمعنی آخری نبی بتانے والوں کو نافہم ٹھہرانا۔ (۳) تمام اُمت بلکہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عوام اور نافہم کہنا نیز مخالفین معنی تفسیر و حدیث و اجماع کو اہلِ فہم بتانا (۴) خاتم بمعنی آخر کو اوصاف مدح سے نہ ماننا (۵) تاخر زمانی کو ان اوصاف میں داخل کرنا جن کو بزعم نانوتوی صاحب، نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ کاش! سنبھلی صاحب تحذیر الناس کے ص۳ کی اس عبارت کو پیشِ نظر رکھتے "آخر اس وصف میں (یعنی تاخر زمانی) اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے"، تو ان کو یہ بات ماننی پڑتی کہ نانوتوی کے نزدیک تاخر زمانی (بالذات یا بالعرض) کو فضائل میں کچھ دخل نہیں جس کا صاف مطلب وہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہلِ فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں۔ فضائل میں کچھ دخل نہیں اور بالکل فضیلت نہیں میں کیا فرق ہے؟ پس سنبھلی صاحب کا نانوتوی صاحب کی عبارت سے وہ فرضی مفہوم اصل عبارت کے خلاف تراشنا کہاں کی دیانت داری ہے؟ عبارت تحذیر الناس پر باقی مواخذات ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ فلا نعیدھا۔

تیسری وجہ، مولوی منظور سنبھلی نے اعلیحضرت کے فتویٰ کے خلاف یہ لکھی ہے۔

"تیسری وجہ اور تیسری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے۔ کہ تحذیر الناس کے جو فقرے خانصاحب نے اس موقع پر نقل کیے ہیں۔ ان کا ماسبق اور مالحق حذف کر دیا ہے"۔

جواب :۔ سنبھلی صاحب کا یہ خیال خام ہے ہم اس سے پہلے نانوتوی کی ان ہر سہ عبارات کا ماسبق اور مالحق بلفظہ نقل کر کے ثابت کر چکے ہیں کہ ان عبارات کا سیاق و سباق اعلیحضرت کے فتویٰ کی تائید کرتا ہے۔ سابق اور لاحق کا بیان نانوتوی کو کفر سے نہیں بچاتا۔ جیسا کہ تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔

یہ چوتھی وجہ تھی سنبھلی صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ نانوتوی ختم زمانی کا قائل ہے اور تصانیف نانوتوی صاحب کی دس عبارتیں پیش کی ہیں جن سے اپنے دعویٰ کی تائید کی ہے سنبھلی اور اس کے ہم مشرب دیوبندیوں سے ہم دریافت کرتے ہیں، کہ اگر کوئی ختم نبوت کا صراحۃً انکار کرے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ، تابعین تبع تابعین اور تیرہ سو سال کے اجماعی معنی کو عوام اور نا فہموں کا خیال بتاتے اور یہ کہے کہ تاخر زمانی کو فضیلت نبوی میں کوئی دخل نہیں اور اگر خاتم الانبیاء کا معنی آخر الانبیاء زمانے کے اعتبار سے لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا کلام بے ربط ہو جاتا ہے۔ خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہوتا ہے۔ کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں، اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔

اگر بقول سنبھلی صاحب پیش کردہ عبارات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نانوتوی صاحب ختم زمانی کو مانتے ہیں تو نانوتوی صاحب صفحہ ۳ کی عبارت میں تصریح کر چکے ہیں کہ اگر خاتم کو آخر کے معنی میں لیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شمار ایسے ویسے لوگوں میں ہوتا ہے۔ (یہ ایسے ویسے کا لفظ اہل فہم کے مقابلے میں استعمال کیا ہے)" اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے۔" (صفحہ ۱۴) ــــ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا (صفحہ ۲۸) اگر ان صریح کفریات کا قائل اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور ہزار بار یہ۔ اعلان بھی کرتا رہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخر الانبیاء نہ مانے وہ کافر ہے، ملحد ہے۔ بے دین ہے تو کیا اس سخن سازی سے اس کا وہ کفر مٹ جائیگا؟ اس صورت میں تو آپ کسی قادیانی کو بھی کافر نہیں کہہ سکیں گے۔ لیجئے میں آپ کے سامنے قادیانیوں کی عبارات پیش کرتا ہوں۔

(۱) امکان نبوت بعد از خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کرتے ہوئے قادیانی صاحب لکھتے ہیں: "مولوی قاسم صاحب تحذیر الناس صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (مذکور بالا

عبارت) پھر نتیجہ نکالتے ہیں:۔ "پس آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا اور آپ کی شریعت کا کامل ہونا کسی طرح سے بھی ظلی نبوت کے دروازوں کو بند نہیں کرتا۔ بلکہ اسکے برعکس پورے طور پر کھول دیتا ہے۔" (تبلیغی ٹریکٹ ختم نبوت مطبوعہ قادیان صلا)

(۲) "اگر یہی معنی جو ہم نے بیان کیے ہیں نہیں ہیں اور خاتم النبیین کا معنی نبیوں کے ختم کرنے والا ہے، تو نہ کوئی فضیلت کی بات ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی خصوصیت حضرت سرور کائنات کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ آخری نبی ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں، برخلاف اس کے جو معنی ہم نے پیش کیے ان سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت تمام نبیوں پر ثابت ہے۔ (بحث خاتم النبیین ص۹)

(نوٹ) خدارا ذرا ضد اور تعصب کو چھوڑ کر دیانت اور انصاف سے غور فرمایا جائے کہ قادیانی صاحب کی ان عبارات اور نانوتوی صاحب کی عبارتوں میں کیا فرق ہے؟

(۳) اسی خاتم النبیین کی بحث میں پھر ص۱۹ پر قادیانی نے اپنی تائید میں لکھا ہے۔

"آٹھویں شہادت اس زمانے کے مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی محدث اعلیٰ مدرسہ دیوبند ضلع سہارنپور اپنی کتاب تحذیر الناس کے متعدد مقامات پر مثلاً صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں۔ بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی ؐ الخ .... (اجرائے نبوت از ملک عبد الرحمن بی۔ اے۔ خادم گجرات مطبوعہ احمدیہ کتبخانہ)

(۴) "خاتم بمعنی ختم کے معنی ختم کرنے والا" کرنا عربی زبان سے سخت جہالت کا ثبوت ہے۔ پھر خاتم الشعراء کی مثال دیکر آخر میں لکھا ہیں اس کے معنی بھی افضل الانبیاء کے ہوئے سنبھلی اور اس کے ہمنوا غور کریں کہاں کے نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ خاتم بمعنی آخر ماننا جاہلوں کا خیال ہے اور خاتم کا معنی ختم ذاتی ہے۔ یعنی آپ سب سے افضل ہیں۔ کیونکہ بالعرض کا قصہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ "فما الفرق بین الدلیو بندیۃ والقادیانیۃ فی ہٰذا التحریف القرآنی":

(۵) جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ کہ حضرت سرور کائنات فخر دو عالم احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن مجید آخری اور کامل شریعت ہے۔ اور اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آنحضرت کی نبوت کا تابع نہ ہو۔ (نبوت کی حقیقت احمدیہ کتبخانہ قادیان ص۳)۔

(۶) آنجناب سرور کائنات کی ذات کے لیے خاتم النبیین کے یہی معنی و مفہوم شایاں ہیں (نبیوں کی مُہر۔ افضل الانبیاء) اور جو معنی و مفہوم ہمارے مخالف مولوی صاحبان پیش کرتے ہیں۔ وہ آنجناب

کے شایانِ شان نہیں۔

(۶) "خاتم النبیین" علمائے بمبئی کے بالمقابل حکیم خلیل احمد احمدی کی تقریر احمدیہ کتبخانہ قادیان ص۳۶

اب ذرا نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کی طرف بھی رجوع فرمائیں لکھتے ہیں "شایانِ شان محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی" اب ناظرین باتمکین سے گذارش ہے کہ دیوبندی تو ضد وعناد کی وجہ سے نانوتوی صاحب کی عبارات کفریہ کی صریح غلط تعبیریں کر رہے ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہے۔ کہ قادیانی اور دیوبندی تحریروں میں کوئی فرق نہیں۔ قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف مولوی جو معنی خاتم النبیین یعنی آخری نبی زمانا کرتے ہیں وہ آنجناب کے شایانِ شان نہیں اور یہی بانی دیوبند نے کہا ہے کہ خاتمیت زمانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان نہیں۔

(۷) "خاتم النبیین کے معنی ختم کمالات۔ ہاں اگر ختم کے معنی ختم کمالات لیا جائے یعنی یہ کہا جائے۔ کہ اکمل اور اتم طور پر نبوت کی انتہائی نعمت آپ پر ختم ہے۔۔۔۔ تو ہم کہیں گے کہ بیشک اس معنی سے نبوت آپ پر ختم ہے"۔ (خاتم النبیین کتبخانہ احمدیہ قادیان ص۶۷)۔

(۸) "خاتم النبیین اور آخر الانبیاء کے معانی اگر اس آخری کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس کے بعد کوئی نہیں۔ تو صرف تاخر زمانی میں کوئی خوبی نہیں، اور نہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شایانِ شان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی اس معنی سے ہیں کہ اب تمام انعامات جس میں نبوت بھی داخل ہے حاصل کرنے کا آخری ذریعہ آنجناب کی ذات بابرکات ہے" ملخصاً

(خاتم النبیین ص۸ احمدیہ کتبخانہ قادیان)

قادیانی کی یہ تقریر بالکل تحذیر الناس کی ص۳ کی عبارت کا چربہ ہے۔

(۹) "میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے۔۔۔۔۔ اور میں ایمان لاتا ہوں۔ اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ ترجمہ (آئینہ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)۔

(۱۰) "میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ختم المرسلین کے بعد کسی دُوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی، اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۲)

(۱۱) "ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنت وجماعت کا مذہب ہے اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اِس خانۂ خُدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں، کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(مرزا غلام احمد کا تحریری بیان جو بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسے میں دیا گیا۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۴۴)۔

یہ تینوں عبارات قادیانی مذہب سے منقول ہیں، قادیانی مرزا اور اس کے اذناب کی اس قسم کی عبارات بیسیوں پیش کی جاسکتی ہیں، جس میں وہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے ختم نبوت کے منکر کو کافر، بے دین، ملحد، اور خارج از اسلام ہونا قرار دیتے ہیں، مگر اس کے باوجود خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کرتے ہیں اور محمد قاسم صاحب نانوتوی کی طرح ختم ذاتی، ختم کمالات، ختم مراتب اور افضل الانبیاء وغیرہ اِس قسم کے خود ساختہ معنی بیان کرتے ہیں، اور دعویٰ کرتے ہیں، کہ مسلمانوں کا سواد اعظم جو خاتم کا معنی تاخر زمانی بتاتا ہے۔ اس میں کوئی فضیلت نہیں، کوئی کمال نہیں، بلکہ یہ معنی شایانِ شان محمدی نہیں ہیں۔

مُسلمانو! حقیقت یہ ہے، کہ ان دیوبندیوں ہی نے مرزا قادیانی کے لیے میدان صاف کیا تھا۔ انہوں نے اپنی تمام تر قوت نانوتوی صاحب کی حمایت میں صرف کردی ہے۔ اور صریح الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ اگر بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اس لیے کہ خاتمیت کا مفہوم ختم زمانی نہیں بلکہ ختم ذاتی اور ختم رتبی ہے۔ اور اِس منگھڑت معنی کے متعلق توضیح البیان اسحاب المدرار اور شہاب ثاقب اور فیصلہ کن مناظرہ کے دیوبندی مصنفین نے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ نانوتوی نے یہ معنی کرکے حضور علیہ السلام کی شان کو دوبالا کردیا ہے۔ یہی کچھ مرزا اور اُس کے متبعین

کہہ رہے ہیں، جیسا کہ مرزائیوں کی عبارات مذکورہ سے خوب ظاہر ہو گیا ہے (دیوبندی مرزائیوں کے کیوں مخالف ہیں؟) اب دیوبندی مرزائیوں سے اس لیے مخالف ہیں کہ اجرائے نبوت کے لیے میدان تو انہوں نے صاف کر دیا تھا۔ اور دعویٰ قادیانی نے کر لیا۔ چنانچہ قادیانی بھی اپنے کتب و رسائل میں دیوبندیوں کو نانوتوی صاحب کی ان عبارات سے خاموش کر دیتے ہیں۔ کہ جب نانوتوی صاحب کے نزدیک جس کو تم پیش خولش بہت کچھ مانتے ہو اُس کے نزدیک حضور علیہ السلام کے بعد نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ تو آخر مرزا صاحب نے کیا قصور کیا ہے؟ ہاں تم نے حضور کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن کہا اور مرزا صاحب نے بالفعل نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ مگر مرزا صاحب بھی اپنے آپکو مستقل، بالذات اور حقیقی نبی نہیں مانتے بلکہ مجازی، عرضی، بروزی، ظلی نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور مرزا صاحب کے ان دعاوی کی بنیاد زیادہ تر تحذیر الناس ہی پر ہے۔ تحذیر الناس کی عبارتوں کا جواب مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی نے جو دیا ہے۔ وہ سراسر تحریف ہے ——— اور تاویل القول بما لا یرضی به القائل کا مصداق۔ سنبھلی کی اصل عبارت مع رد بلیغ ملاحظہ فرمائیں۔

قولہ:۔ اس کے بعد ہم ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب عرض کرتے ہیں۔ جن کو جوڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کفر کا مضمون بنا لیا ہے۔ ان میں سے پہلا فقرہ ص۱۴ کا ہے۔ اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں (ص۳) اس موقع پر پوری عبارت اس طرح تھی۔

لہ۔ (۱) جب دیوبندی حضرات مرزا جی کی عقیدہ ختم نبوت کی بنا پر تکفیر کرتے ہیں تو نانوتوی صاحب کی بھی تکفیر کیوں نہیں کرتے جبکہ عقیدہ مشترک ہے (۲) اگر نانوتوی صاحب نے کفر نہیں کیا تو مرزا صاحب کو دیوبندی حضرات کافر کیوں کہتے ہیں؟ (۳) چونکہ ختم نبوت کے نانوتوی صاحب اور مرزا صاحب ایک جیسے مخالف ہیں اس لیے علمائے اہلسنت دونوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ لیکن دیوبندی حضرات مرزا صاحب کی تکفیر کے بارے میں اتفاق کرتے اور نانوتوی صاحب کی تکفیر پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ عجیب معاملہ ہے کہ ایک قادیان کا رہنے والا ختم نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات بھی اُسکی تکفیر پر متفق لیکن نانوتہ کا باشندہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات کے نزدیک وہ کافر ہونے کی بجائے حجۃ الاسلام قرار پاتا ہے۔ یہ کیا دھرم ہے؟ (اختر شاہجہان پوری)

غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے تو میں عرض کر چکا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے۔" (فیصلہ کن مناظرہ ص۴۷)

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد نانوتوی صاحب کی طرف سے سنبھلی صاحب نے جو جواب دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ "مولانا کی یہ عبارت خاتمیت ذاتی کے متعلق ہے نہ کہ زمانی کے متعلق"۔

اس کے بعد ص۴۸ کی عبارت اس طرح نقل کی ہے۔

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی بلکہ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائیگی، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔"

اس عبارت کا بھی سنبھلی صاحب کے نزدیک یہ جواب ہے کہ "یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ زمانی کا" ص۴۹۔

(**دیوبندی گورکھ دھندا**) منظور سنبھلی دیوبندی فرقہ کا مایہ ناز مناظر اور انشاء پرداز ہے (جس نے یہ کتاب اُن تمام دیوبندی تصنیفات سے اخذ کر کے آخر میں لکھی ہے۔ جو اِن عبارات کفریہ کے جواب میں بزعم خود دیوبندی اکابر نے لکھی تھیں۔ اور اسکا نام معرکۃ القلم اور فیصلہ کن مناظرہ رکھا) ان عبارات نانوتوی صاحب کا جواب دیتے ہوئے ایسا بوکھلا گیا ہے کہ ایک ہی صفحہ ص۴۷ میں اُوپر جو کچھ شد و مد سے لکھا۔ نیچے آکر خود ہی اس پر پانی پھیر دیا۔ لکھتا ہے "تحذیر الناس کے ص۹ پر حضرت مولانا (نانوتوی) نے جس (خاتمیت) کو خود مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی و ختم ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں نوعیں بیک وقت مُراد لے لی جائیں۔

لے ہم مسلمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں، درود شریف کا یوں اختصار نیچریوں کی ایجاد ہے۔

لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے۔ جیسا حاصل صرف آتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی بھی ہیں۔ اور خاتم ذاتی بھی اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لیے اس لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔ اسی صفحہ پر نیچے جا کر ص۱۳ کی عبارت کے جواب میں لکھتا ہے۔

تحذیر الناس کی عبارتوں کا صحیح مطلب ..... ان میں پہلا فقرہ ص۳ کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں۔ (دروغ گو را حافظہ نباشد) تو مشہور ہی ہے۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ دیوبندیوں کے اس ذمہ دار معتبر وکیل نے کیسی دھاندلی کا مظاہرہ کیا ہے کہ ایک ہی صفحہ میں اوپر تو نانوتوی کا مختار و محقق معنی یہ بیان کرتا ہے کہ خاتمیت جنس ہے اور ختم زمانی و ختم ذاتی اس کی دو نوعیں ہیں۔ اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم میں۔ یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد ہیں۔

اور نیچے ص۳ کی عبارت کی تاویل میں یہ لکھتا ہے۔ کہ حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں۔ اب دیوبندی ہی اس گورکھ دھندا کو حل کریں۔ کہ مذکورہ بالا تحقیق" اور مذکورہ زیریں تحقیق" میں کیا جوڑ ہے۔ اگر مذکورہ بالا تحقیق درست ہے تو سنبھلی صاحب نے نیچے غلط لکھا ہے اور اگر نیچے والی تحقیق ٹھیک ہے تو اوپر بالکل خلاف واقعہ بیان دیا ہے۔ کوئی مرد میدان ہے جو اس صریح تضاد بیانی میں تطبیق دے سکے؟

دیوبندیو! خدارا کچھ تو انصاف و دیانت سے کام لو۔ ایسی اکابر پرستی تمہیں سیدھی دوزخ میں لے جائے گی۔ قیامت کے روز یہ مولوی جن کی تم ناجائز حمایت اور طرفداری کر رہے ہو، کسی کام نہیں آئیں گے بروز قیامت سید عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کام آئیں گے جن کی عظمت و احترام کو تم پس و پشت ڈال کر اپنے گستاخ اور بے ادب ملاؤں کی صریح کفریہ عبارات کو اسلامی ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہو مگر تمہاری اس بیجا حمایت اور طرفداری نے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔ بلکہ ان دور از کار اور باطل تاویلات نے ان کو مزید کفر کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ آج بھی اس ناجائز طرفداری سے باز آجاؤ، بصدق دل توبہ کر لو۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پکے محب اور غلام بن جاؤ۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے حق کو بالکل واضح کر دیا ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ

نانوتوی محرفِ قرآن اور منکرِ ختمِ نبوت کا دامن ہاتھ میں رکھو یا خاتم النبیین شفیع المذنبین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں آجاؤ۔

یہ چند سطور تو پند و نصیحت کے طور استطراداً نوکِ قلم پر جاری ہو گئی ہیں۔ اب مجھے ناظرین کرام سے عرض یہ کرنا ہے کہ نانوتوی صاحب کی ص۱۴ اور ص۲۸ کی عبارات کو تسلیم کرنے کے بعد نہ تو خاتمیت زمانی باقی رہتی ہے نہ ذاتی۔ سنبھلی اور دوسرے ہمنواؤں کی یہ توجیہ کہ یہاں پر نانوتوی صاحب نے خاتمیت زمانی نہیں بلکہ خاتمیت ذاتی مراد لی ہے۔ اگر خاتمیت زمانی مراد ہوتی تو یہ عبارت ضرور کفر ہوتی۔ کیونکہ کوئی ذی ہوش یہ نہیں کہہ سکتا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اقول۔ جب فرق آتا ہے تو ختمِ نبوت کا انکار ہوا اور یہ کفر ہے اور مولوی حسین احمد صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا (نانوتوی) صاف طور پر تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے۔ تو وہ کافر ہے

(نوٹ) یہ عبارت تحذیر الناس میں ان الفاظ کے ساتھ اول سے آخر تک ہرگز کسی جگہ نہیں ہے خود اپنی طرف سے مصنف شہاب ثاقب نے گھڑ کر نانوتوی صاحب کی طرف منسوب کر دی ہے۔

بہرکیف سنبھلی اور ٹانڈوی صاحبان ہر دو کی عبارات سے واضح ہوا کہ خاتمیت زمانی کا انکار کفر ہے اور نانوتوی کو اس کفر صریح سے بچانے کی صورت یہ بتائی ہے۔ "کہ یوں کہا جائے کہ تحذیر الناس کی ص۱۴، ص۲۸ کی عبارتوں میں خاتمیت سے مراد خاتمیت ذاتی ہے زمانی نہیں۔ کیونکہ مولانا کا معنی مختار اور محقق ذاتی ہی ہے۔ جو وہ پہلے ذکر کر چکے ہیں"۔

(۱) ختم زمانی و ختم ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ سے یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد لی جائیں"۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص۴۴)

سنبھلی صاحب نے مذکورہ بالا نسخہ تحذیر الناس ص۹ کی عبارت سے نکالا ہے۔ نانوتوی صاحب نے لکھا ہے "اگر یہاں خاتم مثل رجس جنس عام رکھا جائے تو بدرجہ اولیٰ قابلِ قبول ہے"۔

میں کہتا ہوں۔ کہ نانوتوی کے اس قول مختار و محقق کو تسلیم کرنے کے بعد یہ کہنا کہ ص۱۴،

صٓ۲۸ میں خاتمیت سے مُراد اس نے صرف خاتمیت ذاتی لی ہے۔ سراسر باطل ہے۔ کیونکہ اس کا قول مختار تو بقول تمہارے یہ تھا کہ "لفظ خاتم سے دونوں نوعیں بیک وقت مُراد لی جائیں" اور اب تم صرف ایک نوع مُراد لے رہے ہو۔ جب نانوتوی ان عبارات میں صرف خاتمیت ذاتی ہی مُراد لیتے ہیں۔ تو صٓ۴۶ فیصلہ کُن مناظرہ کی وہ تینوں صُورتیں بھی غلط ہو جاتی ہیں جن میں تم نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ نانوتوی صاحب کو خاتمیت زمانی اور ذاتی دونوں تسلیم ہیں۔ اور اس کی چند صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمیت زمانی اور ذاتی کے لیے مشترک معنوی مانا جائے۔

دوسری صُورت یہ ہے کہ ایک معنی کو حقیقی اور دُوسرے کو مجازی کہا جائے اور آیۂ کریمہ میں بطور عموم مجاز ایک ایسے عام معنی مُراد لیے جائیں۔ جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہو جائیں۔

اب اِن دونوں صُورتوں کے ساتھ اپنی اس تاویل فاسد کو ملا لیجئے جو صٓ۱۴ اور صٓ۲۸ کی عبارتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے تم نے بیان کی ہے۔ "کہ یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے۔ نہ کہ زمانی کا۔" (فیصلہ کن مناظرہ صٓ۴۹)

ایضاً۔ "رہا ختم زمانی اُس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اور نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔" (فیصلہ کن مناظرہ صٓ۴۹)

بہر تقدیر۔ اس تاویل نے تمہاری وہ دونوں صُورتیں باطل کر دیں جن میں تم نے عموم و اطلاق کا قول کیا جب خاتمیت زمانی باقی نہ رہی تو پھر صرف خاتمیت ذاتی پر جنس عام اور مشترک معنوی۔ عموم مجاز کس طرح صادق آئے گا؟؟

اب رہ گئی تمہاری تیسری صُورت جس سے تم نے بزعم خویش یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ختم زمانی ختم ذاتی کو لازم ہے۔ اس لیے جب ختم ذاتی پائی جائے گی تو زمانی بھی ضرور پائی جائیگی۔

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں ——— "ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔" (تحذیر الناس صٓ۱۱) سنبھلی صاحب فرماتے ہیں۔

تیسری صُورت یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مُراد لی جائے مگر چونکہ

لہ خاتم کو جنس عام ثابت کرنے کیلئے اس اجبس نے مثال بھی اجبس ہی بیان کی ہے۔ کما انا ہو شرح بما فیہ۔

اس کے لیے بدلائل عقلیہ ونقلیہ خاتم زمانی لازم ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بھی خاتمیت زمانی پر آیۂ کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص۴۶)۔

صدر دیوبندیہ مولوی حسین احمد صاحب یوں رقمطراز ہیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فقط ایک ہی معنی خاتم سے مراد ہوں اور وہ خاتمیت مرتبی (ذاتی) ہے اور اس کو خاتمیت زمانی لازم ہے۔" (شہاب ثاقب ص۸۴) نانوتوی صاحب اور ان کے بہی خواہوں کی ان عبارات مذکورۃ الصدر کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ذاتی کو خاتمیت زمانی لازم ہے (اقول وبحول اللہ اجول) نانوتوی صاحب کی عبارت ص۲۸ میں جب یہ تسلیم کرلیا کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ تو یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی تجویز کرنے سے خاتمیت محمدی میں تو ضرور بالضرور فرق آجاتا ہے کہ اس صورت میں خاتمیت زمانی بالکل ہاتھ سے جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ سنبھلی صاحب بھی مانتے ہیں۔ "تو کوئی ذی ہوش کر سکتا ہے۔ "کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا" جب خاتمیت زمانی اس عبارت نانوتوی سے باطل ہوگئی۔ تو خاتمیت ذاتی جسکو نانوتوی اور اسکے بہی خواہ ملزوم مان رہے ہیں وہ بھی باطل ہوگئی۔ کیونکہ بطلان لازم بطلان ملزوم کی دلیل ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی تعلق بالمعقول۔ لازم کے باطل ہونے سے ملزوم کا باطل ہونا اگرچہ مسلّمہ کلیہ ہے۔ تاہم اتمام حجت کے لیے ہم ان حضرات کے معتمد علیہ کی شہادت پیش کرتے ہیں حکیم الامۃ الدیوبندیہ جناب اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب "حفظ الایمان مع تغیر العنوان" کے ص۱۱ پر لکھتے ہیں۔

"اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے۔" مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

ثابت ہوا کہ بانی دیوبند نانوتوی صاحب کی اس عبارات نے خاتمیت ذاتی اور زمانی ہر دو کا خاتمہ کر دیا ہے۔ خاتمیت ذاتی کا صفایا تو سنبھلی وغیرہ نے خود ہی تسلیم کر لیا اور ذاتی کے انکار سے زمانی کا انکار بھی ان کے مسلمات سے پایا گیا۔ تو اب اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بالکل حق ہوا۔ اور دیابنہ کا اعلیٰحضرت پر افتراء پردازی اور قطع و برید کا الزام لگانا سراسر باطل ہوگیا۔ یوں دیوبندی تحقیق اور "حرف آخر" کا بھانڈا بھی چوراہے میں پھوٹ گیا۔

~~ وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

تحذیر الناس کی کفریہ عبارت ص۳ کا جواب مولوی منظور سنبھلی نے یہ دیا ہے۔ "کہ خاتم سے ختم زمانی مراد لینے کو مولانا نے عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختم زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے اور عوام کے اس نظریہ سے مولانا کو اختلاف ہے ورنہ خاتمیت زمانی مع خاتمیت ذاتی مراد لینا خود مولانا مرحوم کا مسلک مختار ہے، جیسا پہلے عرض کیا جا چکا ہے"۔ (ص۵۲ بلفظہ از فیصلہ کن مناظرہ)

میں کہتا ہوں کہ یہ حصر کا دعوی سراسر باطل ہے، نانوتوی کی عبارت ص۳ میں کوئی کلمہ حصر کا موجود نہیں، اگر کسی دیوبندی میں ہمت ہے، تو نانوتوی کی عبارت سے کوئی کلمہ حصر نکال کر دکھلائے سنبھلی صاحب نے عبارت ص۳ یوں نقل کی ہے "بعد حمد و صلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں ——— کچھ دقت نہ ہو، سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" سنبھلی صاحب نے اعلیحضرت پر اعتراض کیا کہ انہوں نے عبارات کا ماسبق و مالحق نقل نہیں کیا مگر حقیقت یہ ہے کہ خود سنبھلی صاحب سیاق و سباق سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی طرف سے ایک فرضی مفہوم نکال کر بیچارے نانوتوی کے ذمہ مڑھ رہے ہیں، اب یہیں دیکھئے "مع حصر" والی پخ اپنی طرف سے لگالی ہے چنانچہ شروع میں ہم تحذیر الناس کی عبارت کا بیان مع تفصیل کر آئے ہیں، جس سے صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء زمانا کو مصنف تحذیر نہیں مانتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر مولانا نانوتوی کا مسلک مختار خاتمیت زمانی اور خاتمیت ذاتی ہے تو اس مسلک مختار کے بالکل برخلاف ص۱۴، ص۲۸ کی عبارتوں میں سنبھلی صاحب نے خاتمیت سے مراد صرف خاتمیت ذاتی کیوں لی ہے ہاں جناب اس مسلک مختار کے مطابق اس عبارت کا کیا معنی ہوگا۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا" یعنی معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی تجویز کر لیا جائے تو حضور کی خاتمیت زمانی اور ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

سوال :- "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے حصر ثابت نہیں۔ بلکہ ائمہ مجتہدین میں سے بھی کسی نے (ختم زمانی میں) حصر کی تصریح نہیں فرمائی۔

اور اگر علمائے سلف میں سے کسی کے کلام میں حصر کا کوئی لفظ پایا بھی جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں۔ جو کہ مولانا مرحوم عوام کا خیال بتاتے ہیں، بلکہ اس سے مراد حصر اضافی بالنظر الی تاویلات الملاحدہ ہے۔"

(فیصلہ کن مناظرہ)

جواب :- "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام علمائے امت نے خاتم النبیین کا معنی صرف آخر الانبیاء زمانا ہی کیا ہے۔ یہ دوسرا معنی آپ کے "کودک نادان" کی اپنی ایجاد ہے۔ ورنہ دیوبندی بتائیں کہ نانوتوی صاحب سے پہلے یہ معنی کس نے کیے ہیں۔ تحذیر الناس میں خود نانوتوی صاحب کو تسلیم ہے۔ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں (حضور علیہ السلام، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور مفسرین سابقین) کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا فرق آ گیا اور کسی طفل نادان (نانوتوی) نے کوئی ٹھکانے کی بات کر دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ باشد کہ کودک نادان
از غلط بر ہدف زند تیرے

(تحذیر ص)

ہاں نانوتوی صاحب نے جو من گھڑت معنی بیان کیے ہیں، بالکل اسی کے مطابق مرزا قادیانی اور اس کے اتباع نے لکھا ہے۔ نانوتوی اور قادیانی صاحبان سے قبل ذاتی، عرضی، اصلی اور ظلی کے الفاظ سے نبوت کی تقسیم کسی نے نہیں کی۔

قولہ۔ علمائے راسخین میں سے کسی نے حصر کی تصریح نہیں کی۔

اقول۔ جب حضور علیہ السلام و صحابہ کی تفسیر کو تم نہیں مانتے پھر اس کے بعد والے علمائے راسخین کو کیا مانو گے لیکن کم از کم یہ تو خیال رکھتا تھا کہ تمہارے اپنے اکابر نے بھی حصر کی تصریح کی ہے جن کے راسخین فی الوہابیہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیجئے اپنے شیخ العرب والعجم ہی کی تصریح ملاحظہ کیجئے۔ "حضرت مولانا ...... کا نزاع عام مفسرین کے ساتھ اس بارہ میں ہے۔ کہ اس آیت میں کونسے معنی لینے چاہئیں اور کونسے معنی اعلیٰ اور احسن ہیں"۔ (شہاب ثاقب ص ۸۴، ص ۸۵)۔

اب بتائیے کہ مولانا کا نزاع عام مفسرین سے کیا ہے۔ کیا اس میں تسلیم نہیں کہ عام مفسرین تو یہی

مانتے ہیں کہ خاتم النبیین کا مفہوم زمانے کے اعتبار سے حضور علیہ السلام کا آخر الانبیاء ہونا ہے اور اسی کو نانوتوی عوام کا خیال بتاتے ہیں۔

خاتم النبیین کے معنی مفتی شفیع کی زبانی

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔ ان اللغۃ العربیۃ حاکمۃ۔ بان معنی خاتم النبیین فی الآیۃ ھو آخر النبیین لا غیر (ہدیۃ المہدیین ص۲۱)

بے شک لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے اس کے معنی آخر النبیین ہیں نہ کچھ اور۔

یہی مفتی صاحب تفسیر روح المعانی سے اس معنی پر اجماع امت نقل کرتے ہیں۔

اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ (ہدیۃ المہدیین ص۳۵)

امت نے خاتم کے یہی معنی ہونے پر اجماع کیا ہے تو اس کے خلاف کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔

یہی مفتی صاحب ختم النبوۃ فی الآثار مطبوعہ دیوبند ص۳ پر تصریح کرتے ہیں۔ "آپ نے خبر دی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہر الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شک نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔"

دیوبندی علامہ انور شاہ کاشمیری خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَالظُّھرُ الختمُ الزَّمانی ولا یجوز ترکہ فان مراد الاٰیۃ بِحَسْبِ اللُّغَۃِ العَرَبِیَّۃِ اِنَّہٗ انتفت الابوۃ لِاَحَدٍ مِن رِّجَالِکُم وحلّت محلھا نبوتہٗ وختمھا فکما ان الابوۃ انتفت راسًا، فکذا النبوۃ بعدہٗ ط

واَمّا الختم بمعنی انتھاءھا بالعرض اِلٰی مَا بِالذَّاتِ فلا یجوز ان

فیکون ظاهر هذه الآیة لان هذا المعنی لا یعرفه الا اهل المعقول والفلسفة والتنزیل نازل متفاهم لغة العرب لا علی الذهنیات المخترعة ط (عقیدۃ الاسلام ص۲۰۶)

یعنی آیت کا ظاہر ختم زمانی ہے اور اس کا ترک جائز نہیں اس لیے کہ لغت عربی کے اعتبار سے آیت سے مراد یہ ہے کہ تمہارے مردوں میں سے ہر ایک کے لیے ابوت منتفی ہے، اور اس کی جگہ ختم نبوت نے لے لی ہے۔ پس جس طرح ابوت بالکلیہ منتفی ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کے بعد ختم نبوت بھی بالکلیہ منتفی ہے لیکن ختم کا یہ معنی کہ ما بالعرض کا قصہ ما بالذات پر ختم ہو جاتا ہے (جیسا کہ قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں کیا ہے) پس نہیں جائز ہے کہ یہ آیت کا ظاہر ہو دے اس لیے کہ یہ معنی صرف اہل معقول اور فلسفہ کے ہاں ہی معروف ہے اور قرآن لغت عرب کے متفاہم پر اترا ہے۔ انہی ذہنیات مخترعہ پر یہی انور شاہ کشمیری اسی کتاب کے ص۲۰۷ پر لکھتے ہیں۔

"ان الامة اجمعت علی الختم الزمانی والخاتمیت الحقیقیة فالقرآن لقطعیة الثبوت والاجماع القطعیة الدلالة ومثل هذا الاجماع یکفر مخالفه" ختم زمانی اور خاتمیت حقیقیہ پر امت کا اجماع ہے پس قرآن سے اس

لہ :۔ نانوتوی صاحب لکھتے ہیں "غرض خاتم ہونا ایک امر اضافی ہے بے مضاف الیہ متحقق نہیں ہو سکتا سو جس قدر اسکے مضاف الیہ ہونگے، اسقدر خاتمیت کو افزائش ہو گی۔ (تحذیر ص۲۳) اسلیے حضور کے بعد بھی نبی آنے کی تجویز کرتے ہیں۔ اور یہ زعم کیا ہے کہ صرف انبیاء گذشتہ کے اعتبار سے ہی حضور علیہ السلام خاتم نہیں بلکہ بعد میں آنے والوں کے اعتبار سے بھی خاتم ہیں۔ اور یہ گمان کیا ہے کہ اس معنی سے حضور کی شان دوبالا ہو جاتی ہے اور یہی مرزا صاحب کہتے ہیں۔ فما الفرق بینہ و بین القادیانی۔

کے قطعی الثبوت ہونے کی وجہ سے اور اجماع سے اس کے قطعی الدلالۃ ہونیکی وجہ سے اور ایسے اجماع کا مخالف کافر ہوتا ہے۔

یہی دیوبندی فاضل اپنے رسالہ خاتم النبیین میں لکھتے ہیں۔

"وارادۂ ما بالذات وما بالعرض عرف فلسفہ است نہ عرف قرآن مجید و حوار عرب ، نہ نظم رابیچگونہ ایما و دلالت برآں (خاتم النبیین ص۳۴) اور ما بالذات اور ما بالعرض کا ارادہ عرف فلسفہ ہے نہ عرف قرآن مجید اور محاورۂ عرب اور نظم قرآن کی (نانوتوی کے اس منگھڑت معنی پر) نہ اس پر دلالت ہے نہ ایماء۔ یہ ہے دیوبندیوں کے فاضل محقق کی تحقیق جس نے نانوتوی، سنبھلی، ٹانڈوی، دربھنگی اور کاکوردی کی تمام تاویلات پر پانی پھیر دیا ہے۔ اور لیجیے۔ خاتم کے عام ماننے کے بعد صرف خاتم ذاتی پر اس کو محمول کرنا اصول فقہ کی رو سے بھی درست نہیں، دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

العام عندنا لا یحمل علی الخاص عام ہمارے نزدیک خاص پر محمول نہیں ہو سکتا ہے۔ (فتح الملہم ج۲ ص۱۹)

دیوبندیوں کی معروف درسگاہ جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولوی ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں۔

"لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہونگے۔ (مسلک الختام ص۸)

یہ صرف کلمہ حصر کا ہے یا نہیں۔

ایضاً۔ "خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کیے یعنی آخر النبیین تمام ائمہ امت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت عہد نبوت سے لیکر اب تک سب کے سب یہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر اور کتب حدیث میں اسکے خلاف نہ ملے گا۔" (مسلک الختام ص۲۱)۔

ایضاً۔ خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہی ہیں۔ جس نبی پر یہ کتاب اتری ہے اس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور سمجھائے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن

اور اس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" (مسلک الختام ص۲۵)۔

خاتمیت زمانی کے ماننے والے بفضلہٖ تعالیٰ اہل سنت وجماعت ہیں اور اس میں تاویل وتحریف کرنے والے نانوتوی وقادیانی اور اس کے اتباع ہیں۔

سنبھلی صاحب نے پہلے تو سرے سے ختم زمانی میں حصر سے انکار کیا، پھر آخر میں یہ پخ لگائی۔ "اور اگر علمائے سلف میں کسی کے کلام میں حصر کا کوئی لفظ پایا جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں بلکہ حصر اضافی ہے۔ بالنظر الیٰ تاویلات الملاحدۃ" (ملخصاً۔ فیصلہ کن مناظرہ ص۵۲)

خوب کہی جناب وہ ملاحدہ نانوتوی اور اس کے حمایتی ہی ہیں۔ جنہوں نے معنی خاتمیت زمانی میں فاسد تاویلیں کی ہیں اور قادیانی کے لیے میدان صاف کر دیا تھا۔ ورنہ "عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔

جیسا کہ آپ کے ٹانڈوی صاحب فرماتے ہیں۔ عام مفسرین اس طرف گئے ہیں۔ کہ مراد خاتمیت سے لفظ خاتمیت زمانی ہے (الشہاب ثاقب ص۸۴)

سوال:۔ صاحب تحذیر الناس نے خاتمیت محمدیہ کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ اس کی ص۱۴، ۲۸ کی دونوں عبارتوں کے شروع میں لفظ بالفرض موجود ہے اور مراد اس فرض سے فرض محال ہے جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے۔ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ط اگر (بالفرض) رحمٰن کی اولاد ہوتی تو میں پہلے عبادت کرنے والوں سے ہوتا۔ ایسے ہی لوکان فیہما اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ اگر زمین وآسمان میں متعدد الٰہ ہوتے تو وہ دونوں فاسد ہو جاتے (ای خرجتا من النظام) یہ دیابنہ اور ان کے ہمنواؤں کا زعم خویش مایۂ ناز استدلال ہے مگر سنبھلی صاحب نے باقی تحریفات کی طرح اس پر اتنا زور نہیں دیا، صرف فیصلہ کن مناظرہ ص۴۸ پر صفحہ ۱۴ کی یہ عبارت نقل کر کے "بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ نیچے حاشیہ پر ص۱۴، ۲۸ کی ہر دو عبارات کے بالفرض پر یہ حاشیہ لکھا "ص۲۱ یہ بالفرض کا لفظ بھی قابل لحاظ ہے"۔ مگر اس پر کوئی مزید تبصرہ نہیں کیا کہ اس قابل لحاظ سے

وہ کونسا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

جواب :۔ اولاً۔ یہ بالغرض فرض محال کے لیے نہیں ہے۔ کیونکہ سنبھلی وغیرہ نے ان عبارات کی تاویل کی ہے کہ یہاں پر خاتمیت ذاتی مراد ہے۔ تو معنی یہ ہوا کہ بفرض محال اگر حضور علیہ السلام کے زمانہ میں یا ان کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ جب خاتمیت سے مراد ذاتی ہے تو پھر یہ فرض محال کیسے ہوا۔ اگر اس فرض کا وقوع بھی ہو جائے تو نانوتوی کی اس مرحومہ خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔ فرق تو خاتمیت زمانی میں آتا ہے جو تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے۔

ثانیاً :۔ نانوتوی صاحب نے ص ۱۴ کی عبارت کے متصل میں اور سنبھلی صاحب نے بھی ص ۴۹ میں لکھا ہے۔ کہ

"اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئیگا" نتیجہ یہ ہوا کہ بالغرض دونوں عبارتوں میں ایک جیسا ہے۔ اب نانوتوی ہی کی تحذیر الناس سے میں ثابت کرتا ہوں کہ اس کے نزدیک یہ فرض محال نہیں بلکہ اس کا وقوع بھی مانا جائے تو اس محرف قرآن کے نزدیک حضور علیہ السلام کی شان بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ وہ تو بعثت[۱] خاتم کا قائل ہے۔ ایک طبقہ کا حضور کو خاتم ماننے سے حضور کی شان کے ۶/۷ حصے کم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ "درصورت انکار اثر معلوم خاتمیت کے سات حصوں میں سے ایک ہی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔" (تحذیر ص ۲۵) اور اسی تحذیر کے ص ۳۵ پر لکھا ہے۔ "بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفاد ہیں۔" انبیاء سابق کے بالمقابل یہ انبیاء ماتحت کون ہوئے ؟ رہا جن کے آنے کو حضور کے زمانے میں اور بعد ص ۱۴، ص ۲۸ میں جائز قرار دیا ہے۔ ان کی زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو تحذیر الناس ص ۲۵ کا مطالعہ کیجیے۔

---

[۱] بلکہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح زمینیں تسلیم کرلیں (تحذیر ص ۲۵) اور ان سب کا ایک خاتم ہو تو بھی نانوتوی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ کیونکہ ان سب کی نبوت عرضی ہوگی۔

نانوتوی صاحب کے نزدیک انبیائے ماتحت والا قول اہلِ فہم کا ہے اور انبیائے ماتحت نہ ماننے والوں کو بدفہم اور خاتم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء ماننے والوں کو جاہل ٹھہرا دیا۔ ثانیاً اگر اس بالفرض کو فرض محال سے بھی تعبیر کیا جائے تو ہمارا کلام بالفرض پر تو نہیں بلکہ اس عبارت پر ہے "کہ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا" ہمارے نزدیک اس فرض کے باوجود بھی خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئیگا۔ مندرجہ ذیل تینوں فقرے پڑھ کر قارئین کرام فیصلہ خود فرمائیں۔

(۱) اگر بالفرض دو خدا بھی مان لیے جائیں تو توحید خداوندی میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔

دیوبندیو! بتاؤ کیا توحید میں فرق آئیگا یا نہیں؟

(۲) اگر بالفرض ختم نبوت کے منکرین کے سر تن سے جدا کر دیئے جائیں تو اُن کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند! فرق آئیگا یا نہیں؟

(۳) اگر بالفرض کوئی گستاخِ رسول نام نہاد حنفی حقیقتاً وہابی دیوبندی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو پھر بھی اس کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔

نانوتوی صاحب کی بیجا حمایت کرنے والے اب بتائیں کہ بالفرض تین طلاقیں دینے کے بعد نکاح میں فرق آئے گا یا نہیں آئیگا؟

تو جناب والا! ہمارا اعتراض بالخصوص اس جملہ پر ہے۔ "فرق نہیں آئیگا" اور بالکل بعینہٖ اسی طرح دیوبندیوں کے "حجۃ الاسلام" بانی دیوبند محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بھی لکھا ہے۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا" (تحذیر الناس ص ۲۸)

ہماری پیش کردہ مثالوں میں لفظ بالفرض موجود ہے۔ فرض محال ماننے کی صورت میں وہ قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ قابل مواخذہ یہ لفظ ہیں "کہ کچھ فرق نہیں آئیگا"

جملہ اہل اسلام کہتے ہیں۔ کہ بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں حضور زمانے کے اعتبار سے آخری نبی نہیں رہیں گے۔ حالانکہ حضور کی خاتمیت زمانی قرآن کریم احادیث متواترہ اور قطعی اجماع اُمت سے ثابت ہے کما مر سابقاً۔ اور نانوتوی صاحب چونکہ اس ختم زمانی کو جہال کا خیال بتاتے ہیں۔ اس میں

کوئی فضیلت نہیں مانتے ایسے اوصاف مدح میں سے شمار نہیں کرتے۔ آیت خاتم النبیین سے ختم زمانی ثابت کی جائے تو قرآن کریم کو بے ربط بناتے ہیں۔ اور خاتم کا ایک جدا معنی کتاب وسنت واجماع امت سب کے خلاف گھڑتے ہیں۔ اس لیے یہ لکھتے ہیں کہ حضور کے بعد نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔ ناظرین کرام ہم نے بفضلہ تعالے دیابنہ کی تمام تاویلات فاسدہ کا ردّ بلیغ کر دیا ہے۔ اہلِ انصاف اس سے اچھی طرح سمجھ جائیں گے کہ اعلحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہ کا فتوئی بالکل برحق ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اعلحضرت پر طعن وتشنیع کرے تو اس کی مرضی ہے مگر یہ یاد رکھے۔

فسوف ترى اذا انكشف الغبارُ

افرس تحتك ام حمارُ